مصنّفہ

علامہ نحریر شہید ثالث قاضی نور اللہ شوشتری رح
متوفی سنہ ۱۰۱۹

مترجم: صفوۃ الافاضل مولانا سید حسن عبّاس صاحب موسوی مرحوم
سابق سکریٹری مزار مقدس

ناشر	مرتب	قیمت
مزار شہید ثالث	حجۃ الاسلام سعادت حسین خاں مجتہد	۴ر ۲۵ پیسے

صورت توثیق جناب آیۃ اللہ فی العالمین و حجۃ علی العاجدین سلطان الفقہاء والمتکلمین یعسوب العلماء والمتعلمین صدر المحققین ناصر الملۃ والدین ثالث النیرین مولانا و مقتدانا مجتہد العصر والزمان نجم الدین ابو الفضل اسحٰق المعروف بالسید ناصر حسین المخاطب بہ شمس العلماء ایدہم اللہ تعالےٰ و ادام وجودہم العالی علی روس الموالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کما ھو اھلہ وکما ینبغی لکرم وجھہ وعز جلالہ وصلی اللہ علےٰ سیدنا ابی القاسم محمد والطیبین الطاہرین المطہرین من آلہ

اما بعد پس مومنین بالیقین پر مخفی نہ رہے کہ یہ رسالہ شریفہ و عجالہ منیفہ مصنفات انیقہ و مولفات رشیقہ جناب شہید ثالث قاضی نور اللہ شونستری اعلی اللہ مقامہ و زاد فی جنات الفردوس اکرامہ سے ہے کہ جس کو فاضل المعی و کامل لوذعی ظہری و ظہیری و عضدی و نصیری مولوی سید حسن عباس صاحب حرسہم اللہ تعالیٰ نے نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ ترجمہ کرکے مع حواشی عدیدہ و ملحقات مفیدہ شائع کیا ہے امید ہے کہ مومنین موقنین اس رسالہ کے مضامین عالیہ سے مستفید و مستفیض ہوکر محفوظ و بہرہ ور ہوں گے اور فاضل مترجم سلمہ اللہ کے لیے ترقی مدارج

علم وعمل کی دعا کریں گے خداوند عالم ان کو موفق فرمائے کہ ہمیشہ
خدمت شائستہ مصنفات جناب شہید ثالث طاب ثراہ کی
بجالاتے رہیں واللہ ولی التوفیق

ناصر حسین عفی عنہ بقلمہ

ناصر عزاء حضرت سید الشہداء مجاہد حسینیت وشیعیت معین الشہید ثالث

سرکار نصیر الملت اعلی اللہ مقامہ

کے نام

جن کی پوری زندگی نصرت عزائے مظلوم کربلا میں صرف ہوئی جنھوں نے
تحفظ شیعیت و حسینیت کی خاطر نہ صرف قید وبند کی اذیتیں برداشت کیں۔ بلکہ
دشمنان حق کے ہاتھوں مضروب ہوئے اور ــــ جن کی مساعی
جمیلہ سے مزار شہید ثالث نے ترقی واستحکام حاصل
کیا، اور جن کے گھر کے تعاون سے حضرت شہید علیہ الرحمہ کی اس عظیم
کتاب "احقاق الحق" کے پہلے اڈیشن ۱۳۲۱ھ ۱۳۵۱ھ میں شائع ہوئے۔

۱۲ نومبر ۱۹۶۶ء سعادت حسین

باسمہ سبحانہ

توضیح التنویر فی رسالۃ التطہیر

از محقق خبیر مولانا سید سبط الحسن صاحب الہنسوی سکریٹری مزار مقدس

جناب شہید ثالث رضوان اللہ علیہ کی تالیفات میں ایک مختصر رسالہ "رسالۃ التطہیر" بھی ہے جو "خیر الکلام ما قلّ و دلّ" کا صحیح مصداق ہے، اس رسالہ میں شہید علیہ الرحمہ نے اہل سنت کے مشہور امام، متکلم و مفسر فخر الدین رازی کے اُس کلام کو نقض کیا ہے جو آیۂ تطہیر کے متعلق ہے۔ آیۂ تطہیر سے متعلق مختلف علمار اعلام نے رسائل تالیف کیے ہیں جن میں خصوصیت سے "السحاب المطیر" "جلاء الضمیر فی مشکلات آیۃ التطہیر" "تفسیر آیۃ التطہیر" قابل ذکر ہیں لیکن جناب شہید علیہ الرحمہ کا یہ مختصر رسالہ باعتبار افادیت اس موضوع کے تمام تالیفات پر فوقیت رکھتا ہے، اس میں آپ نے ثابت کیا ہے کہ یہ آیت پاک عصمت و طہارت خمسہ نجباء ائمہ معصومین پر نص قطعی ہے، اہل بیت میں تمام سکنائے بیت و ازواج داخل نہیں ہیں اور "ارادہ" سے مراد ارادۂ جازم و مبرم ہے

عرصہ ہوا کہ سابق سکریٹری مزار مقدس جناب مولانا سید حسن عباس صاحب کنتوری اعلی اللہ مقامہ نے اس کا ترجمہ کر کے مع اصل متن

"التنویر فی ترجمۃ رسالۃ التطہیر" کے نام سے شائع کیا تھا جو دستیاب نہیں ہوتا، اس رسالہ کی اہمیت کی پیش نظر اب اس رسالہ کو مزار مقدس کی طرف سے دوسری مرتبہ شائع کیا جا رہا ہے، اس موضوع پر علمائے اہل سنّت نے بھی بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قبل اس کے کہ آپ جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ کے اصل رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

دو اجلۂ علمائے اہلسنّت کے افادات کو بھی آپ کے سامنے پیش کر دوں جو اصل مبحث پر مزید روشنی ڈالتا ہے، ان افادات کو مطالعہ کرنے کے بعد یہ روشن ہو جاوے گا کہ علمائے اہل سنّت کے نزدیک بھی خمسۂ نجباء وائمہ علیہم السلام معصوم ہیں اور اس آیۂ تطہیر سے ازواج پیغمبر کی طہارت وعصمت ثابت نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

(۱)

قدوۃ العلماء الدہر واکمل الفضلاء العصر مولانا شیخ قطب الدین بن شیخ عبید اللہ العثمانی احمد آبادی نے ایک رسالہ عربی میں اس موضوع پر تحریر فرمایا ہے، جس کا نام یہ ہے،

"رسالۃ فی اطلاق اللفظ" پنجتن پاک، "علی الخمسۃ النجباء" اس رسالہ کا ایک قلمی نسخہ مسلم یونیورسٹی لائبریری کے شعبۂ مخطوطات میں موجود ہے جس کا نمبر ۳۴ فارسی جواہر میوزیم ہے مولائے موصوف اس میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اما بعد فلا یخفی، لا استبعاد
فی اطلاق لفظ پنج تن پاک
علی الحضرة النبوی والسبطین
الشریفین الحسن والحسین
وصنوہ واخیه امیر المومنین
علی وبنته سیدة النساء
فاطمة الزهراء صلوات الله
تعالیٰ وسلامه علیه وعلیهم
فان صحة هذا الاطلاق
ثابتة بالایة الکریمة و
الاحادیث الشریفة قال
سبحانه وتعالیٰ انما یرید
الله لیذهب عنکم الرجس
اهل البیت ویطهرکم تطهیرا
وفی تفسیر النیشاپوری
انهم اهل عباء النبی صلی
الله علیه وعلی اله واصحابه
وسلم وفی معالم التنزیل
—— و ذهب ابوسعید الخدری

پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت پیغمبر
صلعم ان کے نواسے امام حسن وامام حسین
اور آپ کے داماد و بھائی امیر المومنین
حضرت علی اور آپ کی بیٹی سیدة
النساء فاطمہ زہرا پر لفظ "پنج تن" کے
اطلاق پر کوئی استبعاد نہیں ہے
کیونکہ آیت تطہیر واحادیث شریف
سے ان حضرات پر لفظ پنجتن پاک کا
صحت اطلاق ثابت ہے آیت تطہیر
جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اہلبیت
خدا کا ارادہ اس کے سوا اور کچھ نہیں
ہے کہ تم سب سے ہر قسم کی گندگی و
برائی کو دور رکھے اور پاک رکھے جو
حق ہے پاک رکھنے کا تفسیر نیشاپوری
میں ہے کہ یہ اہل بیت جن کی پاکیزگی
اور طہارت کو اس آیت میں
بتلایا گیا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجماعة
من التابعین منھم مجاھد
وقتادہ وغیرھما الی انھم
علیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ
ــــــــ ثم روی صاحب
المعالم باسنادہ حدیثین
دالین علی ان الآیة نزلت
فی الحضرات الخمسة وفی
الصحیح المسلم قالت عائشة
رضی اللہ عنہا خرج النبی
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم ذات غداة وعلیہ
مرط مرجل من شعر اسود
فجاء الحسن وعلی رضی اللہ
تعالیٰ عنہما فادخلہ ثم جاء
الحسین فدخل معہ ثم جاءت
فاطمة رضی اللہ عنہا فادخلہا
ثم قال انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت و

وہ اہل عبا پیغمبر ہیں (جو پیغمبر کی عبا
میں داخل تھے) تفسیر معالم التنزیل
میں ہے کہ صحابی رسول ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہ اور تابعین کی
جماعت جس میں مجاہد وقتادہ وغیرہما
کے سے بزرگ تابعین شامل ہیں
ان سب کا یہ مذہب ہے کہ یہ اہلبیت
جن کے متعلق آیۂ تطہیر نازل ہوئی
وہ علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ ہیں
اس کے بعد صاحب معالم التنزیل
اپنے معتبر اسناد سے دو ایسی حدیث
روایت کرتے ہیں جن سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ آیۂ تطہیر صرف حضرات
پنجتن پاک محمدؐ، علیؑ، فاطمہ، حسن
وحسین کے متعلق نازل ہوئی (۱)
صحیح مسلم میں ہے کہ بی بی عائشہ فرماتی
ہیں کہ ایک دن صبح کو رسول اللہ صلعم
سیاہ اونی دھاری دار چادر اوڑھے
ہوئے برآمد ہوئے پھر امام حسن د

ويطهركم تطهيرا، قال
شيخ الحافظ جلال الملة
والدين السيوطي في تفسير
الدر، اخرج ابن جرير
وابن منذر وابن ابي حاتم
والطبراني وابن مردويه
عن ام سلمه زوج النبي
صلعم ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم كان في
بيتها على منامة له كساء
خيبري فجاءت فاطمة
ببرمة فيها حريرة فقال
رسول الله صلعم ادعي
زوجك وبنيك حسنا و
حسينا فدعتهم فبينما هم
ياكلون اذ نزلت على النبي
صلعم انما يريد الله ليذهب
عنكم الرجس اهل البيت
ويطهركم تطهيرا۔

حضرت علی تشریف لائے رسول
اللہ نے ان دونوں حضرات کو
اپنی اس چادر میں لے لیا پھر
امام حسین ع آئے ان کو بھی اُسی
چادر میں لے لیا پھر فاطمہ ع بھی
آگئیں اُنھیں بھی اس چادر میں
لے لیا اس کے بعد آیت تطہیر کی
تلاوت فرمائی کہ اے اہل بیت
اللہ کا ارادہ اس کے سوا کچھ
نہیں ہے کہ تم سب کو تمام گندگیوں
سے دُور رکھے اور پاک و پاکیزہ
رکھے جو حق ہے پاک و پاکیزہ رکھنے
کا (۲) علامہ محدث شیخ جلال
الدین سیوطی اپنی تفسیر درمنثور
میں فرماتے ہیں کہ ابن جریر،
ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی
ابن مردویہ کے ایسے اجلہ مفسرین
و محدثین زوجہ پیغمبر اُم سلمہ
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

فاخذ النبی صلعم بفضلہ
فغشاھم ایاھا ثم اخرج
ید لا من الکساء والوی
بھا الی السماء ثم قال
اللھم ھولاء اھلبیتی
وخاصتی فاذھب عنھم
الرجس وطھرھم تطھیرا
قالھا ثلاث مرات قالت
ام سلمہ فادخلت راسی
فی الستر فقلت یا رسول
اللہ وانا معکم فقال انک
علی خیر مرتین واخرج
الطبرانی عن ام سلمہ
ان رسول اللہ صلعم
قال لفاطمہ ائتینی زوجک
وابنیک فجاءت بھم
فالقی علیھم رسول اللہ صلعم کساءً
فدکیا ثم وضع یدہ علیھم ثم قال
اللّٰھم ان ھولاء اھل محمد وفی
لفظ آل محمد

ان کے گھر میں فرش خواب پر
ایک خیبری چادر میں تھے کہ حضرت
فاطمہ ایک پیالے میں حریرہ لے کر
تشریف لائیں رسول اللہ نے
ان سے فرمایا کہ اپنے شوہر علی اور
دونوں بیٹوں حسن وحسین کو بلالو
فاطمہؑ نے ان کو بلالیا ابھی یہ سب
حضرات حریرہ تناول کر رہے
تھے کہ حضرت پیغمبر پر آیت تطہیر
نازل ہوئی کہ اے اہلبیت خدا
اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا کہ تم
سب کو ہر گندگی سے دُور رکھے اور
پاک رکھے جو حق ہے پاک پاکیزہ
رکھنے کا، پیغمبر نے ان سب کو اپنی
چادر کے نیچے سمیٹ لیا اس کے
بعد اپنے ہاتھ کو چادر سے باہر
نکال کر آسمان کی طرف بلند کر کے
فرمایا خداوندا یہی چادر کے نیچے
آجانے والے میرے اہلبیت اور

فاجعل صلوتاتك وبركاتك
على آل محمدؐ كما جعلتها
على آل ابراهيم انك
حميد مجيد فقالت ام
سلمہ فرفعت الكساء لا
دخل معهم فجذبه من
يدى وقال انك على
خير و اخرج ابن مردويه
عن ام سلمہ قالت نزلت
هذه الآية فى بيتى انما
يريد الله ليذهب عنكم
الرجس اهل البيت ويطهركم
تطهيرا وفى البيت سبعة
جبرئيل و ميكائيل وعلیؑ
وفاطمہ والحسن والحسين
وانا على باب البيت قال
انك على خير انك من
ازواج النبى صلعم و
اخرج ابن مردويه و

مخصوصین ہیں انھیں تو ہر گندگی
سے دُور رکھ اور پاک رکھ جو حق
ہے پاک رکھنے کا آنحضرت نے یہ
دعا تین مرتبہ فرمائی، بی بی ام سلمہ
کہتی ہیں کہ میں نے پردہ چادر
میں اپنے سر کو ڈالا اور یہ عرض
کیا یارسول اللہ میں بھی آپ سب
کے ساتھ شامل ہوں آپ نے دو مرتبہ
فرمایا تم خیر پر تو ہو اُس پاک زمرہ
میں نہیں شامل ۔ (۳) محدث
طبرانی نے بی بی ام سلمہ سے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے
حضرت فاطمہؑ سے ارشاد کیا اپنے
شوہر علیؑ اور دونوں بیٹوں
حسنؑ و حسینؑ کو بلا لاؤ حضرت
فاطمہ سب کو بلا لائیں اب رسول
اللہ نے ان سب کو اپنے پاس لے کر
سب کو فدک کی چادر سے ڈھانک
لیا اور ان سب پر اپنے دست

والخطیب عن ابی سعید
الخدری کان یوم ام سلمۃ ام
المومنین فنزل علی رسول
اللہ صلعم ھذہ الآیۃ
انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیرا قال
فدعا رسول اللہ صلعم
بحسنؑ وحسینؑ وفاطمۃؑ
وعلیؑ فضمھم الیہ
فنشر علیھم الثوب و
الحجاب علی ام سلمۃ مضروب ثم
قال اللھم ھولاء اھلبیتی
اللھم اذھب عنھم الرجس
وطھرھم تطھیرا فقالت
ام سلمہ یا نبی اللہ فاین
انا قال انک علی خیر و
اخرج الحکیم الترمذی
والطبرانی وابن مردویہ

مبارک کو رکھ کر فرمایا خداوندا یہ
محمدؐ کے اہل ہیں اور ایک روایت
میں آل محمد بھی ہے، پس اے
پروردگار اپنی رحمتوں اور برکتوں کو
آل محمد کے ساتھ مخصوص کر جیسا کہ
تونے آل ابراہیم کے ساتھ کیا بیشک
تو حمید و مجید ہے بی بی اُم سلمہ کہتی
ہیں کہ میں نے چادر اُٹھا کر چاہا
کہ اس میں داخل ہو کر ان کے ساتھ
شامل ہو جاؤں لیکن رسول اللہ
نے میرے ہاتھ سے چادر کو گھسیٹ
لیا اور فرمایا کہ ٹھہرو تم صرف خیر کی
منزل پر ہو (۴۲) محدث ابن مردویہ
نے بی بی ام سلمہ سے روایت کی ہے
کہ وہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت تطہیر
میرے گھر میں اُتری کہ اے اہلبیت
خدا کا ارادہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ
تمھیں گندگی سے دُور رکھے اور
تمھیں پاک رکھے جو حق ہے پاک رکھنے کا

وابونعیم والبیھقی معاً فی
الدلائل عن ابن عباس
قال قال رسول اللہ صلعم
ان اللہ قسم الخلق قسمین
فجعلنی فی خیرھما قسماً الی قولہ
صلعم فجعلنی فی خیرھا بیتاً
فذلک انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم
تطھیرا فانا واھلبیتی مطھرون
من الذنوب، واخرج ابن
جریر وابن ابی حاتم عن قتادہ
فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ
لیذھب عنکم الرجس اھل
البیت ویطھرکم تطھیرا،
قال ھم اھل البیت طھرھم
اللہ من السوء واختصھم برحمتہ
وحدث الضحاک بن مزاحم
ان النبی صلعم کان یقول
نحن اھل بیت شجرۃ النبوۃ

اور اس طیب و طاہر بیت میں (جو
چادر فدک کی تھی) رسول اللہ
علی، فاطمہ، حسن، حسین، جبرئیل، میکائیل
یہ سات نفوس تھے اور میں اس بیت
پاک سے باہر دروازہ پر تھی (یعنی
یہ جدید گھر جس کو رسول اللہ نے
چادر تطہیر سے بنایا تھا اُس میں یہ
سات نفوس تھے اور ام سلمہ
اس سے باہر اپنے گھر کے حدود میں
تھیں) اس وقت رسول اللہ
نے مجھ سے ارشاد کیا تم اپنی جگہ
پر رہو اہلبیت نبوت و طہارت
سے نہیں ہو ازواج نبی سے ہو اور
خیر پر ہو، (۵) محدث ابن مردویہ
و محدث خطیب نے ابو سعید خدری
صحابی رسول سے روایت کی ہے کہ
جس دن آیت تطہیر نازل ہوئی وہ
دن رسول اللہ کا بی بی ام سلمہ کے
گھر میں رہنے کا تھا جب آیہ تطہیر نازل

وموضع الرسالة ومختلف
الملائکة وبیت الرحمه
ومعدن العلم، واخرج ابن
مردویه عن ابی سعید الخدری
قال لما دخل علی بفاطمه
جاء النبی صلعم اربعین صباحا
الی بابها یقول السلام علیکم
اهل البیت ورحمة الله
وبرکاته انما یرید الله لیذهب
عنکم الرجس اهل البیت
ویطهرکم تطهیرا انا
حرب لمن حاربتم وسلم
لمن سالمتم واخرج ابن جریر
وابن مردویه عن ابی الحمراء
قال حفظت من رسول الله
صلعم ثمانیة اشهر بالمدینة
لیس من مرة یخرج الی صلوة
الغداة الا اتی باب علیؑ
فوضع یده علی جنبتی الباب

ہوئی تو رسول اللہ نے حسن وحسین وفاطمہ
وعلی ان سب کو بلا کر اپنے آغوش میں لے
لیا اسکے بعد ان سب پر ایک چادر ڈالدی
اوران حضرات اور بی بی ام سلمہ کے درمیان
ایک پردہ حائل تھا اسوقت رسول اللہ نے
یہ دعا کی خداوندا یہی جو چادر کے نیچے
ہیں میرے اہلبیت ہیں خداوندا ان
سب سے گندگی کو دور رکھ اور پاک کہ جو
حق ہے پاک رکھنے کا یہ سنکر ام سلمہ نے کہا
یا رسول اللہ میں کہاں گئی، ارشاد فرمایا
کہ تم خیر پر تو ہو میرے اہلبیت سے نہیں ہو۔
(۶) محدث ترمذی نے اپنی صحیح میں محدث
طبرانی نے کتاب السنن میں، محدث ابن
مردویہ نے اپنی کتاب میں حافظ ابو نعیم
نے اپنی دلائل النبوت میں اور محدث
بیہقی نے بھی اپنی دلائل النبوت میں،
غرضکہ ان اکابر محدثین نے ابن عباس
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے
ارشاد فرمایا کہ اللہ نے اپنی مخلوق کو

ثم قال الصلوة الصلوة انما يريد
الله ليذهب عنكم الرجس
اهل البيت ويطهركم تطهيرا
واخرج ابن مردويه عن ابن
عباس قال شهدنا رسول
الله صلعم تسعة اشهر ياتی
کل يوم باب علی بن ابی طالب
عند وقت کل صلوة فيقول
السّلام عليکم ورحمة الله و
برکاته اهل البيت انما يريد
الله ليذهب عنکم الرجس اهل
البيت ويطهرکم تطهيرا -
الصلوة رحمکم الله کل يوم
خمس مرات، انتهی ما فی الدر
وفيه احاديث اخری فی هذه
الباب فمن تامل فی الاحاديث
المذکورة المشهورة بثبوت وصف
الطهارة للحضرات الخمسة ظهر له
صحة اطلاق هذا اللفظ يعنی

دو قسموں میں منقسم کیا اور مجھے اس قسم میں رکھا
جو ان میں بہتر تھی یہاں تک کہ حضرت
نے اپنے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے
یہ فرمایا اور مجھے اُس بیت سے قرار دیا
جو بہتر تھا اور وہ بہترین بیت وہی ہے
جسکے بارے میں آیۂ تطہیر ہے کہ اے
اہلبیت خدا کا ارادہ اسکے سوا اور کچھ نہیں
ہے کہ تمھیں گندگی سے دور رکھے اور پاک
رکھے جو حق ہے پاک رکھنے کا پس ہیں
اور میرے اہلبیت گناہوں سے
پاک و معصوم ہیں ۔ (۷) محدث و
مفسر ابن جریر و محدث ابن ابی حاتم
بضمن آیت تطہیر قتادہ سے روایت
کیا ہے کہ اس سے مراد اہلبیت (علیؑ،
فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ) ہیں جن سے اللہ
نے برائی کو دور رکھا اور جنھیں اللہ
نے اپنی رحمت سے مخصوص کیا ہے (۸)
ضحاک بن مزاحم یہ حدیث روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ یہ فرمایا کرتے

لفظ پنجتن پاک علی حضرات الخمسة المذکورة ووجه تخصیصهم بذلك اللقب فی العرف والمحاورة! کہ ہم اہلبیت (آنحضرت علی، فاطمہ حسن و حسین) شجر نبوت ہیں و رسالت کی جگہ ہیں اور ملائکہ کے آنے جانے کی جگہ ہیں اور رحمت الٰہی کا گھر ہیں اور معدن علم ہیں،

(۹) محدث ابن مردویہ نے ابو سعید خدری صحابی رسول سے روایت کی ہے کہ جب علیؑ، فاطمہؑ کو بیاہ لائے تو رسول اللہ چالیس دن صبح کو برابر فاطمہؑ کے دروازے پر آکر یہ فرماتے تھے! اے اہلبیت تم پر سلام ہو اور تم پر اللہ کی رحمت و برکت نازل ہو اور آیہ تطہیر کو پڑھتے تھے اور یہ فرماتے تھے میں اُن سے برسر پیکار ہوں جن سے تم نے جنگ کی اور اُن سے صلح کرتا ہوں جن سے تم نے صلح کی، (۱۰) ابن جریر محدث و مفسر و ابن مردویہ محدث و مفسر ابی حمراء سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آٹھ ماہ تک مسلسل ہر روز دیکھا کہ آنحضرت صلعم جب صبح کی نماز کے لیے برآمد ہوئے تو پہلے حضرت علی کے دروازے پر آتے اور اپنے دست حق پرست کو خانۂ علی کے دونوں بازوؤں پر رکھ دیتے اور یہ فرماتے نماز نماز، پھر آیت تطہیر پڑھتے' (۱۱) ابن مردویہ محدث نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو نو ماہ تک متواتر دیکھا کہ ہر روز پنجگانہ نماز کے وقت علیؑ کے دروازے پر آتے اور فرماتے تھے کہ اے اہلبیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکت تم پر نازل ہو اے اہلبیت اللہ کا ارادہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ تم سے گندگی کو دور

رکھے اور تمہیں پاک و پاکیزہ رکھے جو حق ہے پاک و پاکیزہ رکھنے کا، آپ ہر روز پانچ مرتبہ علی کے دروازے پر آتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے۔ سیوطی کی تفسیر کی عبارت ختم ہوئی۔ صرف یہی احادیث نہیں ہیں بلکہ اس موضوع پر بہت سی دوسری احادیث بھی ہیں، جو شخص بھی ان متذکرہ احادیث پر غور کرے گا جو ان پانچ بزرگواروں کی پاکیزگی پر دلالت کرتی ہیں اور ان حضرات کی طہارت کا ثبوت ہیں اس پر یہ بات روشن ہو جائے گی کہ ان پانچ بزرگواروں پر پنجتن پاک کے لفظ کا اطلاق بالکل صحیح ہے اور یہ وجہ بھی ظاہر ہو جاوے گی کہ عرف عام و محاورہ کلام میں یہ لقب پنجتن پاک ان حضرات سے کیوں مخصوص ہے۔"

اس کے بعد علامہ قطب الدین عثمانی احمد آبادی پھر ارشاد فرماتے ہیں

فان قلت سلمنا جمیع ذالک لکنا نجتنب عن اطلاق هذا اللقب لکونه شعار الشیعة قلت شعار القوم عبارة عن شئ یختص بهم بحیث لو یلبس احد بذلک الشئ لتوهم انه منهم و لیس هذا اللقب من هذا القبیل فانه قد شاع بین	لیکن اگر تم یہ کہو کہ ہم ان تمام باتوں کو تسلیم کرتے ہیں پھر بھی ہم لفظ پنجتن پاک اس لیے نہ استعمال کریں گے کہ یہ شیعوں کا شعار ہے اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ کسی قوم کے شعار کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز اُن سے اس طرح مختص ہو جائے کہ اگر کوئی شخص اس امر پر عمل کرے تو یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ شخص اُسی قوم

اهل السنّة فی البلاد الاسلام
حتی ان اهل بلاد السنة
مع کون علمائها فی غایة
الصلابة فی امر الدّین
یطبخون نوعا من الطعام
ویجعلون ثواب اطعامها
هدیة الی روح الحضرات
الخمسة ویسمون ذالك
الطعام بلسانهم بما یرادف
قولنا بالفارسیة دیگ
پنجتن پاك وهکذا کان
المعمول فی بیوت السادات
الکرام من الاولیاء الاعظام
فی دیار الگجرات وقد وصل
الینا من مشائخ الطریقة
بعض الصلوٰة یسمونه
دوگانه پنجتن پاك و
بعض الاذکار یسمونه
بذکر پنجتن پاك ولقد

سے ہے، برخلاف اس کے لقب
پنجتن پاک اس قبیل سے نہیں ہے
اس لیے کہ بلاد اسلام کے اہلسنت
ہیں یہ لقب شہرت پذیر ہے
یہانتک کہ خاص بلاد اہل سنت
کے سنی مذہب والے جہاں کے سُنی
علماء اپنے مذہب کے معاملہ میں نہایت
کٹّر اور متعصب ہوتے ہیں وہاں
کے سُنی ایک قسم کا کھانا پکاتے
ہیں اور اس کے کھلانے کا ثواب
حضرات خمسہ نجبا کی ارواح کو
ہدیہ کرتے ہیں، اس کھانے کو اپنی
زبان میں جو اس فارسی لفظ کے
مترادف ہے۔ دیگ پنجتن پاک
کہتے ہیں یہ وہ امور ہیں جو دیار
گجرات کے سادات کرام جو اولیا
کبار سے ہیں ان کے گھروں میں
معمول ہیں، مشائخ طریقت کے
سلسلے سے ہم تک ایسی نماز کا طریقہ بھی

اطلاق الشیخ العالم العارف
المحدث عبد الحق الدهلوی
الذی ہو من اعلام العلماء
اہل السنة لفظ چہار تن
پاک علی و فاطمہ و الحسنین
حیث قال فی ترجمة المشکوٰة
فی باب فضائل اہل البیت
عند ذکر الاطلاقات
المتعددات للفظ اہل البیت
وگاہے بمعنی اہل و عیال آنحضرت
صلعم آمدہ است شامل مر ازواج
مطہرات را، الی قولہ وگاہے
اطلاق اہلبیت چناں آمدہ است
کہ مفہوم می گردد اختصاص آن
بفاطمہ، علی، حسن، و حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہم ثم ذکر الاحادیث فی
ھذا الباب ثم قال و بالجملہ
اطلاق اہل البیت بریں چہار تن
پاک شائع و مشہور است الی قولہ

پہنچا ہے جس کو مشائخ کرام دوگانہ
پنجتن پاک کہتے ہیں ایسے ہی مشائخ
طریقت سے ایسے اذکار بھی ہم تک
پہنچے ہیں جس کا نام شیوخ طریقت نے
"ذکر پنجتن پاک" رکھا ہے، اس لفظ
کا استعمال تو شیخ عالم، عارف
محدث عبد الحق دہلوی جو اعلام
علماء اہلسنّت سے ہیں نے بھی کیا
ہے، آپ نے لفظ "چہار تن پاک"
علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کے لیے
استعمال کیا ہے جیسا کہ ترجمہ مشکوٰة
کے باب فضائل اہلبیت میں لفظ
اہلبیت کے اطلاقات کے ذکر میں
فرماتے ہیں اور کبھی لفظ اہلبیت عام
مفہوم کے اعتبار سے جو بھی گھر میں
رہنے والا ہو اہل و عیال آنحضرت
صلعم کے معنوں میں آتا ہے جس میں
آپ کی گھر والیاں بیویاں بھی داخل
ہیں اور کبھی یہ لفظ اہلبیت کا اطلاق

وباوجود شمول اہلبیت تمامہ اولاد
آنحضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم از میان ایشاں
بمزید فضل و کرامت و تعلق محبت
و مودت ممتاز و مخصوص اند چنانکہ
متبادر از اطلاق اہل بیت ایشاں
اند و در فضائل و مناقب و کرامت
ایشاں احادیث بیروں از حد عدد
احصاء وارد شدہ اند ثم
قال بعد ذکر خدیجہ و عائشہ
و فاطمہ رضوان اللہ تعالیٰ
علیہن و اختلاف العلماء
فی تفضیل بعضہن علی بعض
و حق آنست کہ حیثیات مختلف اند
و بعضے فضیلت بمعنی کثرت دارند
ولیکن ہیچ کس بحسب شرف ذات
و طہارت طینت و پاکی جواہر بہ
فاطمہ و حسن و حسین نہ رسد"
انتہی۔

واستعمال اس طرح ہوا ہے جس سے
صرف یہی مفہوم نکلتا ہے کہ یہ لفظ
اہلبیت مخصوص ہے فاطمہ، علی،
حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے
ساتھ اس کے بعد محدث دہلوی
اس مفہوم کی احادیث کو اپنی کتاب
میں وارد کر کے یہ فرماتے ہیں بالجملہ
یہ کہ اطلاق لفظ اہلبیت "آں چہار
تن پاک" پر شائع و مشہور ہے پھر
فرماتے ہیں باوجودیکہ آنحضرت
صلعم کی تمام اولاد پر یہ لفظ اہلبیت
شامل ہے لیکن علی و فاطمہ و حسن
و حسین رضی اللہ عنہم ان سب میں
مزید فضل و کرامت و تعلق محبت
و مودت کی وجہ سے ممتاز و مخصوص
ہیں چنانچہ مطلق لفظ اہلبیت کا
استعمال جب ہوگا تو صرف یہی
سمجھے جاویں گے اور نہیں، اور ان
حضرات کے فضائل و مناقب میں

اندازہ حد و شمار سے زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں، اس کے بعد شیخ عبد الحق محدث دہلوی بی بی عائشہ جناب خدیجہ و جناب فاطمہ زہراء صلوات اللہ علیہما کا تذکرہ کرتے ہوئے علمائے اہل سنت کے اس اختلاف کو بیان کرنے کے بعد کہ ان میں سب سے زیادہ افضل کون ہے یہ ارشاد کرتے ہیں حق یہ ہے کہ ان سب کی حیثیات مختلف ہیں اور بعض نے فضیلت کا معیار کثرت ثواب کو قرار دیا ہے، لیکن کوئی بھی شرف ذات، طہارت طینت و پاکی جوہر کے اعتبار سے جناب فاطمہؑ، امام حسنؑ و امام حسینؑ کے مرتبۂ بلند تک نہیں پہنچ سکتا۔

۲

مشہور عالم اہلسنت جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول صاحب تصانیف انیقہ علامہ ملا کمال الدین سہالوی متوفی ۱۱۷۵ھ اپنی مشہور تصنیف کبریت احمر میں بضمن آیۂ تطہیر ارشاد فرماتے ہیں۔

از ہمیں باعث حکم قطعی بہ عصمت ازواج النبی در ہیچ مذہب احدے قائل نہ شدہ، و احادیث دیگر کہ دربارہ علی و فاطمہ و حسنین واردات اکثرے ازاں مشتمل بر آں است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بلفظ دعا فرمودہ

اسی سبب سے پیغمبر کی ازواج کے متعلق کسی مذہب و فرقے میں کوئی بھی ان کی عصمت کے حکم قطعی کا قائل نہیں ہے۔ اور دوسرے احادیث جو علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے بارے میں وارد ہوئے ہیں ان میں سے اکثر اس دعائے

اللّٰھم ھولاء اھل بیتی
اذھب عنھم الرجس و
طھرھم تطہیرا و بیشک
و شبہ امر قطعی است کہ وے
علیہ الصلوۃ والسلام مستجاب
الدعوات بود پس البتہ این
دعائے وے علیہ السلام مستجاب
است پس طہارت و عصمت
ائمہ مذکورین قطعا ثابت میشود
و این قسم دعا در حق دیگرے
وارد نہ شدہ کہ عصمت او ہم
بہ ثبوت رسد حاصل کلام آن
ست کہ طہارتے کہ حق تعالے
در آیۂ مذکورہ بلفظ انما یرید
اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت و یطھرکم
تطھیرا کرامت فرمودہ طہارت
مبرم نہ بودہ بلکہ موقوف و معلق بر
اطاعت و امتثال اوامر مذکورہ ست

پیغمبر پر مشتمل ہیں کہ آنحضرت نے یہ
دعا فرمائی تھی کہ خداوندا یہی ہمارے
اہلبیت ہیں ان کو گندگی سے دور
رکھ اور پاک و پاکیزہ رکھ جو حق ہے
پاک و پاکیزہ رکھنے کا اور بغیر کسی
شک و شبہہ کے یہ قطعی امر ہے کہ آن
حضرت صلعم مستجاب الدعوات
تھے پس یقیناً و قطعاً پیغمبر کی یہ
دعا بھی مستجاب ہے اس بنا پر طہارت
و عصمت ائمہ مذکورین علیہم السلام
یقیناً و قطعاً ثابت ہوتی ہے اور
اس طرح کی دعا پیغمبر نے کسی کے
لیے بھی نہیں فرمائی کہ جس سے اُسکی
عصمت کا ثبوت حاصل ہو حاصل
کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آیۂ تطہیر
کے الفاظ میں جس طہارت کو ظاہر
کیا ہے وہ طہارت مبرم نہ تھی
بلکہ یہ طہارت، اطاعت و امتثال
اوامر و نواہی جو ازواج رسول سے

(که آن اوامر راجع به ازواج النبی
قبل از آیۂ تطهیر متعلق به ازواج
پیغمبر آمده) گو که نسا و ائمه مذکورین
همه داخل درین آیه اند اما مثبت
و مبین عصمت قطعی نیست که مراد
از لفظ اراده مشروط و موقوف بر
اطاعت اوامر است و عصمت و
طهارت که در حق ائمه مذکورین علیهم
السلام ثابت شده و حکم قطعی بآن
اتفاق شده بنظر دعائے آنحضرت
صلے اللہ علیه وآله وصحبه وسلم که
وے صلی اللہ علیه وسلم مستجاب
الدعوات است نه بنظر این آیه
که ارادۂ جازم آن جا مراد نیست
پس درین صورت رفع نزاع فریقین
وقطع منازعت طرفین می شود که
در آیه هر دو فریق داخل باشند
واخراج نساء مکابره است
لازم نیاید ونسق این آیات مذکوره

متعلق قرآن میں مذکور ہے اس پر
معلق وموقوف ہے، اگرچہ لفظ
اہلبیت کی بنا پر جو اس آیت میں
ہے بظاہر ازواج پیغمبر (پیغمبر کے
گھر میں زوجیت کے اعتبار سے
بس جانے کی وجہ سے) اور ائمہ
مذکورین (جو پیغمبر کا خون وگوشت
وپوست وروح وجان تھے)
دونوں اس آیت میں (اہلسنت
کے نزدیک) داخل ہیں لیکن
تمام ساکنین بیت پیغمبر کے لیے
یہ آیت ان سب کی عصمت و
طہارت کی مثبت ومبیّن قطعی
نہیں ہے کیونکہ (نزد اہل سنت)
یہ ارادہ موقوف ومشروط ہے
اطاعت خدا ورسول وا وامر و
نواہی پر عمل پیرا ہونے پر اور یہ
عصمت وطہارت جو ائمہ مذکورین
علیہم السلام کے حق میں ثابت ہے

در خلل باشد، وطہارت وعصمت
ائمہ علیہم السلام از قوت واعانت
دعائے آن حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ثابت شدہ نہ این
دُعائے آنحضرت صلعم مخصوص
در حق ائمہ بود لہذا ام سلمہ ہرگاہ
خواست کہ زیر گلیم بیاید حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام آن را تجویز
نہ کردہ وفرمودہ "انک من ازواج
النبی وانک علی الخیر"
(کبریت احمر ورق ۶۸، ۶۹
نسخہ خطی یونیورسٹی کلکشن نمبر ۶۷
مسلم یونیورسٹی لائبریری)

اور جس پر حکم قطعی کی بناء پر سب کا
اتفاق ہے وہ بسبب پیغمبر کی
دعائے مستجاب کی بناء پر ہے
کیونکہ آنحضرت صلعم بالاتفاق
مستجاب الدعوات ہیں نہ کہ اس
آیت کی بناء پر جس میں (بخیال
شیخ محدث) ارادہ جازم مراد
نہیں ہے، پس اس صورت سے
شیعہ وسنی دونوں فریق میں جو
منازعت ونزاع اس آیت کے
سلسلہ میں ہے دور ہو جاتی
ہے کہ اس آیت میں دونوں شامل
ہوں اس آیت سے ازواج کو
الگ کر دینا کیوں مکابرہ جیسے ہے لازم نہیں آتا، (مکابرہ کیوں ہے شیعہ بھی
ازواج کو گھر میں آجانے کی وجہ سے عرفاً گھر والی سمجھتے ہیں۔ بیت
عصمت وطہارت میں داخل نہیں سمجھتے۔ خود پیغمبرؐ نے بھی ام المومنین
ام سلمہؓ کو اس میں داخل نہ ہونے دیا مکابرہ تو یہ ہے کہ رسول خارج
کریں اور آپ داخل کریں۔ اور نظم ونسق آیت میں خلل نہیں پڑتا۔
نظم ونسق کا خلل تو سباق وسیاق آیات اور ضمائر تذکیر وتانیث آیات

سے ظاہر ہے اس کو کیوں کر آپ دور کر سکتے ہیں، ہر حالت میں باقی رہے گا) دراصل طہارت و عصمت ائمہ علیہم السلام پیغمبر کی دُعا سے ثابت ہے (لاریب فیہ اور یہی دُعا اطلاق اہلبیت کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ ازواج اس میں داخل نہیں ہیں) اور یہ دُعا پیغمبر صلعم ائمہ علیہم السلام کے حق میں مخصوص ہے ازواج کے لیے نہیں ہے اسی بنا پر جب زوجہ پیغمبر حضرت ام سلمہ نے یہ چاہا کہ زیر گلیم (چادر تطہیر) داخل ہوں آنحضرت نے ان کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی بلکہ روک دیا اور فرمایا کہ تم ازواج نبی سے ہو (اہلبیت میں داخل نہیں) اور خیر پر بھی ہو ـــــــ"

اب ہمارے ناظرین ان افادات علمائے اعلام اہل سنّت کی روشنی میں جناب شہید علیہ الرحمہ کے اصل "رسالۃ التطہیر" کا مطالعہ فرمائیں،

یوم میلاد الوصی (جمعہ)
۱۳ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ
مطابق
۲۹ اکتوبر ۱۹۶۶ء

ہیچمدان
سید سبط الحسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التنویر فی بیان آیۃ التطہیر

مقدمۃ الکتاب

الحمد للہ الذی نوّر قلوب المومنین بالاشراق والانارۃ ؛ وصلی اللہ علٰی سیدنا ابی القاسم محمّد الذی بعثہ اللہ بالرسالۃ والشفاعۃ والبشارۃ ؛ وآلہ الطیبین المنزّھین عن النجاسۃ والقذارۃ ؛ وعترتہ المعصومین الّذین خصّھم اللہ بالعصمۃ والطّھارۃ صلوۃ دائمۃ لا یحصٰی عددھا بالف عبارۃ

اما بعد پس جملہ مومنین مخلصین وارباب یقین خصوصاً **زائرین** مزار فائز الانوار جناب شہید ثالث قاضی سید **نور اللہ شستری** علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کرتا ہے خادم زائرین احقر تلامذۂ علماء دین عبد ضئیل قمی سید **حسن عباس کاظمی** (موسوی) النیسابوری اصلاً والکنتوری مسکناً کہ سالہا سال سے اس امر کی آرزو تھی کہ کسی طرح **مصنفات** جناب شہید ثالث کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جائے اور اس امر کو تخیف نے اکثر آپ حضرات کی خدمت میں نیز آ

جلسہ یادگار شہید ثالث عرض کیا ہے مگر بوجہ نامساعدۃ زمانہ
اس وقت تک اس امر میں کامیابی نہیں ہوئی سال گذشتہ
میں نے عرض کیا تھا کہ آیندہ سالانہ مجالس یادگار میں انشاء اللہ
تعالیٰ کوئی نہ کوئی رسالہ ترجمہ کر کے شائع کیا جائے گا چنانچہ حقیر نے
اس مقصد کو جناب آیۃ اللہ فی العالمین صدر المحققین السید ناصر حسین
صاحب قبلہ وکعبہ ادام اللہ ظلہم العالی کی خدمت میں عرض کیا
جناب ممدوح الالقاب نے ارشاد فرمایا کہ ابتدا ایک مختصر رسالہ
سے کی جائے تاکہ اس کی اشاعت کے بعد دوسری کتب کی جانب توجہ
ہوسکے اور رسالہ آیہ تطہیر کے لیے حکم دیا کہ وہ کتب خانہ فردوسیہ
سے لے کر با ترجمہ شائع ہو یہ رسالہ حسب الحکم جناب موصوف پہلے
نقل کر کے صحیح کیا گیا اور اُس میں جس قدر عبارات منقول ہوئے ہیں
بقدر امکان اُن کی اصول کتب سے مطابقت کی گئی پھر اُس کے بعد
ترجمہ کیا گیا تقریباً دو ماہ کا زمانہ اس کی ترتیب وتہذیب ترجمہ
میں صرف ہوا ہے اس رسالۂ مبارکہ میں جناب قاضی صاحب
علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے جمال الدّین محدث حسینی شیرازی کا جو اکابر
علماء اہل سنّت سے ہیں حوالہ دیا ہے اور اُن کی کتاب تحفۃ الاحباء
سے بعض مطالب کو نقل کیا ہے چونکہ کتب خانہ فردوسیہ میں کہ جو اس وقت
آپ اپنی نظیر ہے اور اس کے کتب قدیمہ عتیقہ اپنی ندرت میں ہند سے
ایران تک مشہور ہیں) اصل کتاب جمال الدّین محدّث مذکور کی موجود
ہے لہٰذا اُس سے اصل عبارت متعلق آیۂ تطہیر علیحدہ نقل کی گئی ہے اور

نیز انھیں جمال الدین محدث کی کتاب اربعین سے بھی پورا مبحث آیہ تطہیر کا نقل کیا گیا ہے۔ یہ کتاب نوادر کتب میں سے ہے اور یہ نسخہ عتیقہ سنہ ۹۶۰ھ کا لکھا ہوا کتب خانہ مذکورہ میں موجود ہے اور بجز اس کتب خانہ کے اور دیگر کتب خانوں میں نہیں ہے بہرکیف یہ رسالہ ترجمہ کرنے کے بعد جناب صدر المحققین مدظلہم العالی کی خدمت بابرکت میں بغرض ملاحظہ و اصلاح پیش کیا گیا حضرت عالی نے کمال شفقت و سرپرستی سے اصل و ترجمہ کو ملاحظہ فرما کر اصلاح سے مشرف فرمایا اور توثیق انیق و دستخط مبارک سے مزین فرما کر اس ترجمہ کو مصداق نور علی نور بنا دیا ازبسکہ جناب قاضی سید نور اللہ نے یہ رسالہ آیہ تطہیر کی تفسیر و تحقیق میں تحریر فرمایا ہے لہذا میں نے اسم مبارک جناب موصوف کی مناسبت سے اس کا نام التنویر فی بیان آیۃ التطہیر رکھا ابتدائے صفحہ پر چھ سطریں اصل کتاب کی بخط نسخ لکھ دی گئی ہیں تاکہ اہل علم اصل کو بھی ملاحظہ فرما سکیں اس کے بعد خط کے نیچے سے ترجمہ ہے یہ رسالہ بظاہر ایک مختصر تصنیف ہے لیکن اس میں استدلالات و براہین بہ کثرت مذکور ہوئے ہیں حتی الوسع اس کی کوشش کی گئی ہے کہ حل مطلب ہو جائے لیکن بعض مقامات پر بسبب ضرورت اصطلاحات علمیہ بعینہ باقی رکھے گئے ہیں اور جہاں کسی حدیث سے استدلال ہوا ہے اور جناب قاضی سید نور اللہ شستری نے اس کا اشارہ کیا ہے اُس کی تشریح و تصریح قول مترجم سے ظاہر کی گئی ہے امیدوار ہوں کہ مومنین اس حقیر خدمت دینی کی قدردانی فرما کر

میری ہمت کو بڑھائیں اور دعا کریں کہ خداوند عالم جلد اس کی توفیق رفیق فرمائے کہ آیندہ جلسہ یادگار شہید ثالث میں پھر کوئی تازہ تصنیف جناب قاضی صاحب کا خلاصہ یا ترجمہ افادۂ مومنین کے لیے شائع کیا جاسکے اور چونکہ یہ زمانہ غیبت کا ہے اور ہمارا امام و ہادی ہماری ظاہر نظر سے غائب ہے اس وجہ سے ہم اُس تک نہیں پہونچ سکتے مگر بمفادہ بہ ثبتت الدنیا وبیمنہ رزق الوریٰ امام زمانہ و حجت اللہ کے سبب سے دنیا قائم ہے اور حضرت صاحب العصر والزمان ہی کی یمن و برکت سے تمام خلائق کو رزق ملتا ہے اور چونکہ حضرت حجت پر تمامی اعمال مومنین کے پیش کیے جاتے ہیں پس یہ عبد ذلیل بھی اس رسالہ کو حضور ممدوح کی بارگاہ سلطانی میں پیش کرکے بنام نامی **حضرت صاحب العصر والزمان** نذر کرتا ہے۔ بحق اصحاب تطہیر کہ جو اُن جناب کے آباء طاہرین علیہم السّلام ہیں اس ہدیہ کو حضرت بقیۃ اللہ قبول فرمائیں اور مومنین موافقین اس کے مضامین عالیہ غالیہ سے اپنے دیدۂ دل کو منور بنائیں و آخر دعونا ان الحمد للہ ربّ العالمین وصلّی اللہ علی سیّدنا ابی القاسم محمّد و آلہ الطاہرین المعصومین سلام اللہ علیہم اجمعین من یومنا ھذا الی یوم الدین ۵

بست و ہفتم ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۴۱ھ — کتب خانہ فردوسیہ۔ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل قلب کل مومن لمطالعۃ آیاتہ بصیرا والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمّد وآلہ الّذین اذھب اللہ عنھم الرّجس وطھّرھم تطھیرا وعلی خلّص اصحابہ الذین حفظوا وصیّۃ اللہ ورسولہ فی اھل البیت ولم یغیروا تغیرا اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الاحزاب انّما یرید اللہ لیذھب.

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام مدح وثنا کے لائق ہے وہ پروردگار عالم جس نے ہر بندہ مومن کے دل کو اپنی نشانیوں کے دیکھنے کے لیے بصیر قرار دیا ہے اور درود وسلام ہو ہمارے نبی مختار وسید اخیار جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آل اطہار پر جن کو خداوند عالم نے ہر گناہ اور عیب سے پاک وپاکیزہ کیا ہے اور اُن کے اُن خالص اصحاب پر بھی سلام ہو جنھوں نے وصیّت خدا ورسول کو اہل بیت علیہم السّلام کے بارے میں محفوظ رکھا اور اس وصیت میں کوئی تغیّر وتبدّل نہیں کیا پس بعد حمد وثنائے الٰہی کے معلوم ہو کہ خداوند عالم نے سورۂ احزاب میں ارشاد فرمایا ہے

عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا و قال سید المحدثین جمال الملة والدین عطاء اللہ الحسینی الاصیلی الشیرازی فی کتابہ الموسوم بتحفۃ الاحباء ان لعلماء التفاسیر رحمہم اللہ فی بیان المراد من اھل

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ یعنی یہی خدا ارادہ کرتا ہے اے اہلبیت رسول کہ تم سے ہر عیب وگناہ کو دور رکھے اور تم کو ایسا پاک وپاکیزہ رکھے جو حق ہے پاک رکھنے کا۔ سید المحدثین جمال الملۃ والدین عطاء اللہ الحسینی الاصیلی الشیرازی اپنی کتاب تحفۃ الاحباء میں فرماتے ہیں کہ علماء تفاسیر رحمہم اللہ کے اھل البیت کے مراد بیان کرنے میں تین قول ہیں پہلے یہ کہ مراد اُن لوگوں سے جن پر خدانے صدقہ اور زکوۃ کو حرام فرمایا ہے اقربار نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں مثل آل علی وآل عقیل وآل جعفر کے اور یہ کہ مراد پاک کرنے سے پاک کرنا آدمیوں کے میل سے ہے کہ جو صدقہ وزکوۃ ہیں دوسرے یہ کہ اھل البیت سے مراد رسول کی بیبیاں ہیں کیونکہ سیاق آیت اُنھیں کے حالات کے بیان میں ہے تیسرے یہ کہ مراد اہل البیت سے جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور جناب معصومہ فاطمہ زہرا علیہا السلام اور سبطین یعنی جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیہما السلام

البیت ثلاثة اقوال احدها ان المراد من حرّم اللہ علیهم الصدقة الزکوٰة من اقارب النبی صلعم کآل علی وآل عقیل وآل جعفر وانّ المراد من التطهیر التطهیر من وساخ الناس التی هی الصدقة والزکوٰة وثانیها ان المراد من

ہیں اور ظاہر آیت اسی قول کی صحت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عنکم اور یطہرکم میں ضمیر کا مذکر ہونا اسی بات کا مقتضی ہے کہ اس آیت میں مخاطب مرد ہوں نہ کہ عورتیں اور اگر آیہ مذکورہ میں ارادہ ازواج رسول کا کیا جاتا تو عبارت آیت میں خداوند عالم بہ تانیث ضمیر یوں فرماتا کہ عنکنّ ویطہرکنّ اور اس امر کا قائل ہونا کہ یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی ہے شان میں اُن پانچ بزرگواروں کے کہ جن کا ذکر ابھی اوپر کیا گیا اور جو کہ آل عبا ہیں یہ امر نزدیک فرقہ امامیہ اور تمام شیعہ کے نزدیک حد تواتر تک پہونچا ہوا ہے اور علاوہ فرقہائے شیعہ کے اور بھی جماعت کثیرہ اسی کے قائل ہیں اور نیز اہل حدیث نے اپنی کتابوں میں بکثرت صحیح حدیثیں روایت کی ہیں کہ جو دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ مراد اس آیت میں وہی خمسۂ نجباء علیہم السلام ہیں جن کا ذکر کیا گیا اس کے بعد سید نے کہ جو نقل روایات واحادیث میں مستند ہیں اسی آیت کے متعلق پانچ حدیثیں اور ذکر کی ہیں دو وہ حدیثیں ان میں سے ہیں کہ جن کی سند جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا تک پہونچتی ہے اور وہ اس بارے میں نص صریح ہیں کیونکہ

اهل البیت الازواج لان سیاق الآیۃ فی بیان حالھن وثانیھا ان المراد من اھل البیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی بن ابی طالب وفاطمۃ الزہراء والسبطان علیہم الصلوٰۃ والسلام وظاہر الآیۃ یدل علی صحۃ ھذا القول لان تذکیر ضمیر عنکم ویطہرکم یقتضی ان یکون

ان میں کی ایک حدیث وہ ہے جس کو انھوں نے کتاب جامع ترمذی سے نقل کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حاکم[1] نے اس حدیث کی صحت کا حکم دیا ہے وہ حدیث وہ ہے جو مشتمل ہے اس امر پر کہ جب جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلبیت کی شان والاشان میں جو کچھ فرمانا تھا فرمایا اُس وقت جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ "یارسول اللہ آیا میں آپ کے اہلبیت سے نہیں ہوں" جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ام سلمہ سے ارشاد فرمایا کہ تم نیکی پر ہو یا تم نیکی کی طرف ہو یعنے تمھارا مآل بخیر ہے اور دوسری حدیث وہ ہے کہ جس کو اُنھوں نے کتاب المصابیح تصنیف ابوالعباس احمد بن

---

[1] حاکم بڑے پایہ کے علماء محدثین اہل سنت سے ہیں ان کی جلالت وعظمت کتب ذیل سے واضح وآشکار ہے تاریخ ابن خلکان، تاریخ ابوالفداء، تاریخ ابن الوردی تاریخ ذہبی تاریخ یافعی، رجال مشکوۃ شیخ عبدالحق دہلوی اتحاف النبلاء نواب صدیق حسن خاں وغیرہ وغیرہ

المخاطب الرجال دون النساء وعلی تقدیر ارادۃ الازواج کان حق العبارۃ ان یقول عنکنّ و یطھرکنّ بتانیث الضمیر والقول بان الآیۃ الکریمۃ قد نزلت فی شان الخمسۃ المذکورین الّذین ھم آل العباء علیھم الصّلوٰۃ والسّلام قد وصل عند الامامیۃ وسائر الشیعۃ الی حدّ التواتر وقد ذھب الیہ من غیر فرق الشیعۃ جمع کثیر ایضا وروی اھل الحدیث ایضا فی کتبھم احادیث متعددۃ صحیحۃ دالۃ علےٰ ان المراد ھو الخمسۃ المذکورون علیھم السلام ثم ذکر السید السند من جملۃ ذلک خمس احادیث

حسن مفسر ضریر اسفرائنی سے شان نزول آیہ تطہیر میں نقل کیا ہے وہ حدیث مشتمل ہے اس امر پر کہ جب آنحضرت نے جناب امیر المومنین علی اور فاطمہ اور سبطین علیہم السلام کو زیر عبا داخل فرمایا تو خدا سے دعا فرمائی کہ بارالٰہا یہی میرے اہل بیت ہیں اور یہی میری پاکیزگان اصل ہیں جو میرے خون اور گوشت سے ہیں ہماری رجوع تیری طرف ہو نہ طرف نار کے اے بارخدا اُن سے ہر گناہ اور امر قبیح کو دور رکھ اور اُن کو پاکیزہ رکھ جو حق پاکیزہ رکھنے کا ہے اور آنحضرت صلعم نے اس دعا کو تین مرتبہ بہ تکرار ارشاد فرمایا ام سلمہ رضؓ نے عرض کی کہ اے رسول خدا اور میں بھی انھیں اہل بیت کے ساتھ ہوں آں حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمھارا انجام نیک

اثنان منهما وهما المسند ان الی ام سلمۃ رضی اللہ عنہا
نص صریح فی الباب لان احدهما وهو الذی نقله من
جامع الترمذی وذکر ان الحاکم حکم بصحته قد اشتمل
علی انه لما قال النبی صلعم فی شان اهل البیت
ما قال قالت ام سلمۃ رضؓ یا رسول اللہ الست من اهل
بیتك قال انك علی خیر او الی خیر والحدیث الثانی
وهو الذی نقله عن کتاب المصابیح فی بیان شان
النزول لابی العباس احمد بن الحسن المفسر الضریر

ہے اور تم میری بہترین ازواج میں سے ہو سیدان پانچ حدیثوں کے
نقل کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ ان حدیثوں سے یہ بات ثابت
اور محقق ہوگئی کہ یہ آیہ کریمہ انھیں پانچ بزرگوں کے شان والاشان میں
نازل ہوئی ہے یعنی خمسۂ نجباء علیہم السلام اور اسی وجہ سے ان بزرگواروں
کو آل عبا علیہم السلام کہتے ہیں اور بعض اہل کمال نے کیا خوب نظم کیا ہے

علی اللہ فی کل الامور توکلی — وبالخمس اصحاب العباء توسلی
محمد المبعوث حقا و بنته — وسبطیه ثم المقتدی المرتضی علی

لہ تفسیر طبری سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی قول مفسرین صحابہ وتابعین کا خمسۂ نجباء
علیہم السلام کے باب میں نزول کا ہے اور ازواج کے باب میں نزول آیہ کا قول صرف
عکرمہ کا ہے کہ جو خارجی تھا اور تیسرا قول طبری نے اس باب میں نقل نہیں کیا ہے ۱۲

الاسفر انکی قد تضمن انہ علیہ السلام لما ادخل علیا وفاطمۃ وسبطیہ فی العباء قال اللّٰھم ھولاء اھلبیتی واطھار عترتی واطائب ارومتی من لحمی ودمی الیک لا الی النار اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا وکرر ھذہ الدعاء ثلثا قالت ام سلمۃ رض قلت یا رسول اللہ و انا معھم قال انک الی خیر وانت من خیر ازواجی ثم قال السید بعد نقل الاحادیث الخمسۃ فقد تحقق من ھذہ الاحادیث ان الآیۃ انما نزلت فی شان الخمسۃ المذکورین علیھم السلام ولھذا یقال لھم آل العبا ع‌ واللہ در ہ

یعنی میں تمام امور میں خدائے تعالےٰ پر توکل کرتا ہوں اور اپنے جملہ امور میں آل عبا علیہم السلام سے توسل کرتا ہوں کہ جو پانچ بزرگوار ہیں یعنی جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جو رسالت ونبوت کے لیے بحق مبعوث ہوئے ہیں اور اُن کی بیٹی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور آنحضرت صلعم کے دونوں نواسے حسنین علیہما السلام اور جناب امیر المومنین علی ؑ کہ جو ہمارے مقتدے ہیں یہاں تک تمام ہوا وہ کلام کہ جس کے ذکر پر ہم نے اکتفا کی اور تحقیق کہ کلام سید سے معلوم ہوا کہ جو موافق ہے غیروں کی تصریح کے بھی کہ اقوال مفسرین کے انھیں تین قولوں میں منحصر ہیں کہ جو ابھی مذکور ہوئے ہیں اور یہ احتمال کہ مراد آیت

من قال من اهل الکمال ؎

علی اللہ فی کل الامور توکلی | و بالخمس اصحاب العباء توسلی
محمد المبعوث حقا و بنته | و سبطیہ ثم المقتدی المرتضی علی

انتہی ما اقتصرنا علی ذکرہ من کلام السید و قد علم من کلامہ موافقا للتصریح غیرہ ان اقوال المفسرین دائرۃ فی الثلثۃ المذکور و احتمال ان المراد مجموع الخمسۃ المذکورین

سے خمسۂ نجباء علیہم السلام مع ازواج کے مراد ہیں یہ اقوال مفسرین کے اجماع کے خلاف ہے مترجم کہتا ہے کہ **اصل عبارت** کتاب تحفۃ الاحبّاء کی ذیل میں نقل کی جاتی ہے وہی ہذا و علماء تفسیر دار حمہم اللہ در بیان مراد از اہل البیت دریں آیہ سہ **قول** ست **اول** آنکہ مراد جمعے اند از اقارب رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ صدقہ وزکوۃ برایشاں حرام است از بنی ہاشم مانند آل علیؑ و آل عقیلؑ و آل جعفرؑ و مراد از یطہرھم تطہیر است از اوساخ الناس کہ عبارت از صدقہ وزکوۃ ست **قول دوم** آنکہ مراد از **اھل البیت** ..... از ازواج مطہرہ پیغمبر اند صلعم چہ سیاق آیت در بیان حال ایشاں است **قول سوم** آنکہ مراد از اھل البیت محمد رسول اللہ صلعم و علی بن ابی طالب و فاطمہ زہراء و حسن مجتبیٰ و حسین شہید کربلا ست علیہم السلام و ظاہر قرآن دلالت بر صحت این قول می کند

علیہم السلام والازواج خرق لاجماعہم ووجہ دلالۃ الآیۃ علی العصمۃ انہا دلت علی اذہاب الرجس الذی ھو الذنوب التی یتدنس بہا عرض المقترف لہا کما یتدنس بدنہ بالارجاس وعلی التطہیر بملازمۃ التقوی التی یصیر العرض بہا نقیا کما ینقی البدن من الارجاس

چہ تذکیر ضمیر و یطہرکم مقتضے آنست کہ مخاطب مردان باشند نہ زنان ور آن تقدیر ظاہر و یطہرکن بود بتانیث ضمیر و ایں معنی کہ آیہ کریمہ در شان آل عباست یعنی رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و علیؑ و فاطمہؑ و حسن و حسین علیہم الصلوۃ والسلام نزد طائفہ امامیہ و سائر شیعہ بمرتبہ تواتر رسیدہ و از غیر فرقہ شیعہ نیز جمعے کثیر برایں اند و اہل احادیث ہم در مصنفات خویش باسانید صحیحہ احادیث متعددہ روایت کردہ اند کہ دلالت صریحہ دارد برآنکہ مراد خمسہ مذکورین اند علیہم الصلوۃ والسلام **اوّل** آنکہ مسلم در حدیث خود از عائشہ روائت کردہ کہ گفت بیرون رفت رسول خدائے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بامدادے و بروے یکے عبا سفید بود کہ علمائے سیاہ داشت حسنؑ بیامد اورا درآں عبا آورد و آں گاہ حسینؑ آمد اورا نیز درآورد فاطمہؑ آمد اورا نیز درآورد و بعد ازاں علیؑ آمد اورا نیز درآورد پس فرمود انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا **دوم** آنکہ

بتطهیرہ مع ما فیہا من الموکدات مثل انما الدالة
علی الحصر والاخبار عن ارادة اللہ اذہاب الرجس
عنہم وتطہیرہم بابلغ الوجوہ ومراد اللہ واقع
لامحالة والتاکید بذکر التطہیر الذی ہو التبریة
عن کل اثم وقبیح کما ذکرہ صاحب المجمل ویوید

احمد بن حنبل درکتاب مناقب وطبرانی در معجم خویش از ابوسعید
خدری روایت کردہ اند کہ آیۂ مذکورہ درشان پنجتن نازل شدہ
رسولؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ، صلوات اللہ علیہم
اجمعین سوم آنکہ احمد بن حنبل بسند خویش از انس بن مالک
روایت کردہ کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب ششماہ
چوں بہ نماز صبح بیروں آمدے بر در خانہ علی و فاطمہ بگذشتے و
فرمودے وقت نماز است نماز بگزارید اے اہل البیت وآیۂ مذکورہ
بخواندے ومضمون این حدیث را حاکم ابوعبد اللہ نیشاپوری
در مستدرک خود آوردہ وگفتہ این حدیث صحیح الاسناد است بر شرط
مسلم چہارم آنکہ ترمذی در جامع خود از عمر بن ابی سلمہ کہ ربیب
رسول خدا است صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کردہ کہ گفت آیۂ
مذکورہ در خانہ ام سلمہ بر حضرت رسالت صلعم نازل شد وحال آنکہ
امیر المومنین علی نزد وے بود آں سرور فرستاد و حسن وحسین را طلبید

ما صرّح به فخر الدّین الرازی فی تفسیرہ وغیرہ فی غیرہ بعد اذهاب الرجس الذی لا ینفک عنہ ثم بالمصدر و معنی العصمة الا الحالة التی یفعلها الله سبحانہ بمن اعتنی بشانہ بحیث لا یقارب الذنوب والمآثم وھذا

و یکے عبا بر ایشاں پوشانید بعد ازاں فرمود بار خدایا اینہا اہل البیت اند رجس را از ایشاں ببرو پاک گرداں ایشاں را پاک کردنی در غایت کمال و نہایت حال ام سلمہ گفت یا رسول اللہ من با ایشانم فرمود تو بر مکان خودی و بخیر و خوبی متوجہی یعنے طمع در ایں امر مکن کہ مرتبہ ایست خاص بدیشاں ترمذی و حاکم حکم بہ صحت ایں حدیث کردہ اند پنجم آنکہ ابو العباس احمد بن حسن المفسر الضریر الاسفرائنی در کتاب شانِ نزول خویش کہ مسمی گردانیدہ آن را بہ مصابیح بسند خود از عبد اللہ جدلی روایت کردہ کہ گفت در آمدم نزد عائشہ و از آیۂ مذکورہ سوال کردم گفت نزد اُم سلمہ رود از او سوال کن چہ ایں آیہ در خانہ او بر حضرت نازل شدہ و او اعلم است بایں آیہ از من ابو عبد اللہ جدلی گوید نزد ام سلمہ رفتم و از وے پرسیدم و حکایتے کہ میان من و عائشہ گذشتہ بود باوے گفتم ام سلمہ گفت عائشہ راست می گوید کہ آیہ در خانہ من نازل شدہ لیکن او می داند ایں آیہ انچہ من می دانم و اگر خواستے ترا خبردار گردانیدے از انچہ می داند

جلیّ واضح لو صادف اذنا واعیة و لیس المراد بالاذهاب
ازالة الرّجس الموجود بل دفع ما یقتضی الرجس والدلیل
علی ذلک ان الحسن والحسین علیهما السلام کانا وقت
نزول الآیة طفلین لا یتصور فیهما الرّجس فعلم ان المراد

آرے در خانہ من نازل شدہ و حضرت در آنجا نشستہ بود و اشارت
بہ مکانے معین از خانہ خویش نمود ناگاہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و
حسینؑ در آمدند علیؑ را در برابر خود نشاند و فاطمہؑ را در عقب علیؑ
جائے داد و حسنؑ را برانے و حسینؑ را برانے دیگر نشاند و گلیمے
خیبری در خانہ ما بود بر سر خود و ایشان پوشانید و دست ہائے
مبارک بر داشت و من نمی دیدم مگر بیاض دستہا و کفہا را
آں سرور را فرمود اللّٰھم ھؤلاء اھل بیتی و عترتی
والطائب ان ومتی من لحمی ودمی الیک لا الی النار
اذھب عنھم الرجس وطھّرھم تطھیرا سہ نوبت این
دعا فرمود۔ امّ سلمہ گوید گفتم یا رسول اللہ وانا معھم فرمود انک
الی خیر وانت من خیر ان واجی پس از ضمن این احادیث
معلوم شد کہ این آیہ در شان این پنج تن نازل شدہ و ایشان را
بایں جہت آل عبا گویند وللہ درّ من قال من اھل الکمال شعر
علی اللہ فی کلّ الامور توکلی وبالخمس من آل العباء توسلی

عدم اتصافھم بالرجس ثم ان للقوم ھھنا ایرادات
الاول ان سیاق الآیة یابی عن حملھا علی آل العباء
لان ما قبل الآیة وما بعدھا خطاب مع الازواج **والجواب**
عنہ بعد تسلیم صدق اھل البیت علی الازواج انہ
لابعد فی ان یکون ذلک علی طریق الالتفات الی النبی

محمد المبعوث حقا وبنتہ وسبطیہ ثم المقتدی المرتضی علی

نظم

مرا شفیع ہمیں پنج تن بندہ بود | کہ روز حشر باں پنج تن رہا ہیم تن
نبی و دختر و داماد و دو گزیدہ پسر | محمد است و علیؑ فاطمہؑ حسینؑ و حسنؑ
آیا کسے کہ شدے معتصم بآل رسول | زہے سعادت تو لاتخف ولا تحزن

اور صاحب تحفۃ الاحباء نے علاوہ احادیث مذکورہ کے دو روائتیں
اور بھی بعد ذکر شان نزول آیہ مودت (قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا
المودة فی القربی) اس طرح نقل کی ہیں۔ روایت آنکہ حضرت
صلعم با فاطمہ فرمود برو و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ را بیار چوں ہمہ حاضر
شدند آں سرور گلیمے بر سر روے ایشاں فرود آورد و فرمود۔
اللّٰھم ھولاء آل محمد فاجعل صلواتک وبرکاتک علیھم
انک حمید مجید یعنی بار خدایا اینہا آل محمد اند انواع رحمتہا و
برکتہا رافرود بر ایشاں نثار والطاف واعطاف بے کراں خویش بر ایشاں بار کن

واہلبیتہ صلعم علی معنی ان تادیب الازواج وترغیبھن الی الصّلاح و من توابع اذھاب الرجس والدنس عن اہل البیت علیھم السلام فحاصل نظم الآیات علیٰ ھذا

بدرستیکہ تو بغایت ستودہ ور روایتے آنکہ ام سلمہ گوشۂ گلیم را بر داشت دخواست کہ خود را در گنجاند وخویش را با ایشاں متصل گرداند حضرت گلیم را ازوے درکشید وفرمود تو از جملۂ نیکانی وایںہا اہل البیت من اند ونعم ما قال الشاعر نظم ؎

زابتدائے عدم تا بانتہائے وجود | چنانکہ قدرت حق جلّ ذکرہ فرمود
کدام پنج تن آمد بہ عالم مقصود | کہ جبرئیل ششم شاں نمی تواند بود

محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ حسینؑ وحسنؑ

اور صاحب تحفۃ الاحبار نے نزول آیۂ تطہیر بحق خمسۂ نجبار کو کتاب الدیں میں زیادہ تر تصریح وتحقیق کے ساتھ بیان کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں، الرابع والثلثون عن ابی سعید الخدری فی قولہ تعالیٰ انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھّرکم تطھیرا قال نزلت فی خمسۃ فی رسول اللّٰہ وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین علیھم الصلوٰۃ والسّلام وروی عن عمر بن ابی سلمۃ ربیب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قال نزلت ھذہ الآیۃ علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم انّما یرید اللّٰہ

ان اللہ تعالیٰ رغب ازواج النبی الی العفۃ والصلاح
بانہ انما اراد فی الازل ان یجعلکم معصوما یا اہل البیت
واللائق ان یکون المنسوب الی المعصوم عفیفا صالحا کما
الطیبات للطیبین وحاصل النظم علی ما فہم اہل السنۃ

لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا فی بیت
ام سلمۃ فدعا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ وحسنا
وحسینا فجللہم بکساء وعلی خلف ظہرہ ثم قال اللہم ہولاء
اہلبیتی فاذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا قالت ام سلمۃ
وانا معہم یا رسول اللہ قال انت علی مکانک وانت علی
خیر روندہ ام سلمہ وقالت ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
جلل علی الحسن والحسین وعلی وفاطمۃ کساء وقال اللہم ہولاء
اہل بیتی وحامتی وفی روایۃ قالت جللہم بکساء لنا خیبری
ولم ارالا بیاض ید رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم وکفہ
وہو یقول اللہم ہولاء اہلبیتی وابرار عترتی واطائب ارومتی
من لحمی ودمی اذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا فقلت
یا رسول اللہ وانا معکم قال انک الی خیر وانت من خیر
ازواجی ـــــ و فیہم یقول الشاعر علی اللہ فی کل الامور
توکلی :: وبالخمس من آل العباء توسلی :: محمد المبعوث حقا و

وصرح به فخر الدین الرازی ان الله تعالی انما اراد بترغیبکن الی العفة والصلاح نفعکن وانهاب الرجس عنکن وهذا لا یدل علی ارادة انهاب الرجس عنهن فی الازل بل علی ارادة اذهابه عنهن بعد الترغیب

وبنته ❊ وسبطیه ثم المقتدی المرتضی علی ❊ وعن ابی الحمراء قال شهدت النبی صلی الله علیه وآله وسلم سبعة اشهر او قال ثمانیة اشهر کلما خرج الی الصلوة مر علی باب فاطمة علیها السلام فقال السلام علیکم یا اهل البیت الصلوة یرحمکم الله انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا وعن المعرور بن سوید قال کنت بالمدینة حین بویع عثمان فرأیت رجلا وهو یصفق باحدی یدیه علی الاخری فقلت ما شانک یا هذا قال عجبا لقریش واستیثارهم بهذا الامر عن اهل هذا البیت الذی انزل الله هذه الآیة انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا اهل بیت النبوة ومعدن الفضیلة ونجوم الارض ونور البلاد والله ان فیهم رجلا ما رأیت رجلا بعد محمد صلی الله علیه وآله وسلم اقول بالحق

والتذکیر فلا یدل علی العصمة وفیه ان اذهاب الرجس
فعله تعالی وارادة الله تعالی واجب الوقوع مطلقا
عند الجمهور وعند الامامیة اذا کان من افعاله تعالی
کما صرح به العلامة الحلی فی کتاب النهایة وقد صدر

ولا اقضی بالعدل ولا آمر بالمعروف منه قلت من انت
یرحمك الله قال انا المقداد بن عمرو قلت من هذا الذی
ذکرت قال ابن عم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
علی بن ابی طالب قال فلثبت ماشاء الله ثم لقیت ابا ذر
فحدثته بما قال المقداد فقال صدق اخی لا یقال صدر
الآیة وعجزها یدلان علی انها نزلت فی شان ازواج النبی
صلی الله علیه وآله وسلم لا فی شان الخمسة المذکورین لانا
نقول یاباه تذکیر الضمیر فی عنکم ویطهرکم وهذا النقل
الصحیح المشهور المتقدم آنفا والخروج من حکم الی
حکم آخر فی القرآن کثیر جدا لیس هذا موضع بسطه
ترجمہ چونتیسویں حدیث وہ ہے جس کو ابوسعید خدری نے روایت کیا
ہے آیہ تطہیر انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل
البیت ویطهرکم تطهیرا کے متعلق ہے کہا انھوں نے کہ آیت
مذکورہ نازل ہوئی پانچ بزرگواروں کی شان میں جناب رسول خدا صلی الله

عن بعض الازواج بعد الترغیب والتذکیر ایضا ماھو رجس واثم وفاقا فلو کان المقصود من الآیۃ ارادۃ اذھاب الرجس عنھن بعد الترغیب ما صدر عنھن بعدہ ما ینافی ذلک فلا نظام لبیان النظم علی الوجہ المذکور و

علیہ وآلہ وسلم اور علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم الصلاۃ والسلام اور عمر بن ابی سلمہ سے کہ جو پروردہ جناب رسولخدا صلعم ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیۂ تطہیر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گھر میں جناب ام سلمہ رضؓ کے نازل ہوئی پس آنحضرتؐ نے جناب فاطمہ زہرا اور حسنین علیہم السلام کو طلب فرمایا اور اُن کو کساء اُڑھادی اور علی پس پشت آنحضرتؐ کے تھے۔ پھر فرمایا بار الہا یہی میرے اہلبیت ہیں پس تو ان سے رجس کو دُور رکھ اور ان کو پاک رکھ جو حق ہے پاک رکھنے کا حضرت ام سلمہ رضؓ نے کہا کہ یارسول اللہ اور میں بھی ان اہل بیت کے ساتھ ہوں آنحضرت نے فرمایا کہ تم اپنے مقام پر رہو تمھارا مآل بخیر ہے اور اس حدیث کو ام سلمہ رضؓ نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنین اور علی و فاطمہ کو چادر اُڑھادی اور فرمایا کہ بار الہا یہی ہیں میرے اہلبیت اور اقارب قریبہ میرے اور دوسری روایت میں ہے کہ ام سلمہ کہتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام کو ہماری چادر خیبری سے چھپایا اور سوائے سفیدی دست

ایضا ان ما قبل الآیۃ وان اختص بالزوجات لکن
الآیۃ مختصۃ بالمذکورین لان الخطاب بلفظ الذکور
وما قیل من ان التذکیر لا ینفی ارادتہن بل حصرھا فیہن
کما ذکرہ فخرالدین الرازی وصاحب التحصیل مدفوع

مبارک اور ہتھیلی آں جناب کے اور کچھ باہر سے نہیں نظر آتا تھا اور
وہ جناب ارشاد فرماتے تھے کہ بارخدایا یہی ہیں میرے اہلبیت
اور نیکوکاران اقارب قریبہ میرے اور پاکیزگان اصل میری جو
میرے گوشت وخون سے پیدا ہوئے ہیں خدایا ان سے رجس کو دُور
رکھ اور ان کو پاک رکھ جو حق پاک رکھنے کا ہے ام سلمہ رض فرماتی ہیں
کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اور میں بھی آپ سب کے ساتھ
ہوں فرمایا تم نیکی کی طرف ہو اور تم میری بہترین ازواج سے ہو اور
انھیں حضرات کے بارے میں شاعر نے نظم کیا ہے **اشعار**

علی اللہ فی کل الامور توکلی — وبالخمس من آل العباء توسلی
محمد المبعوث حقا وبنتہ — وسبطیہ ثم المقتدی المرتضی علی

اور ابی الحمرا سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سات مہینے تک یا
ابی الحمرا نے بیان کیا ہے کہ آٹھ مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو دیکھا ہے کہ جب نماز کے لیے برآمد ہوتے تھے تو دروازۂ جناب
سیدہ سلام اللہ علیہا سے گذرتے تھے اور فرماتے تھے السلام علیکم

بما مرّ من انہ لا قائل بالترکیب وایضاً الطہارۃ
فی الآیۃ تقتضی العصمۃ کما بیّنّاہ فلا یمکن شمول
الآیۃ لھنّ لعدم عصمتھن بالاتفاق قال بعض الفضلاء
الحق انھن لوکنّ معیّنات لما خرجت عائشۃ علی الاسلام

اھل البیت الصّلوۃ یرحمکم اللہ انّما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت ویطھّرکم تطھیرا۔ یعنی
سلام خدا ہو تم پر اے اہلبیت رسول نماز کا وقت ہے خدا تم پر
رحمت نازل کرے یہی خدا ارادہ کرتا ہے اے اہل بیت رسول کہ
تم سے ہر عیب و گناہ کو دور رکھے اور تم کو ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جو
حق ہے پاک رکھنے کا۔

اور معرور بن سوید سے روایت ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں
اُس وقت مدینہ میں موجود تھا جبکہ عثمان کی بیعت کی گئی تھی پس
میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر افسوس
سے مارتا ہے میں نے اُس سے کہا کہ اے شخص تیری یہ کیا حالت
ہے اُس نے جواب دیا تعجب ہے قریش پر اور اُن کے منفرد ہو جانے پر
خلافت کے ساتھ پھیر کر اہل بیت علیہم السلام سے کہ جن کے بارے میں
خداوند عالم نے یہ آیہ مبارکہ انّما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا نازل فرمائی ہے یہی

وعصت الامام وانی رحبس اعظم من ذلك علی انه
ذکرہ الشیخ ابن حجر المتاخر فی الباب العاشر من کتاب
الصواعق المحرقة له ما یدل علی ان المراد باهل البیت
فی امثال هذه الآیة عترته ذریته دون الازواج حیث قال

بزرگوار اہلبیت نبوت ہیں اور معدن فضیلت ہیں اور زمین کے لیے
بجائے ستاروں کے ہیں اور نور بلاد ہیں قسم بخدا ایک شخص ان میں
ایسا ہے کہ نہیں دیکھا میں نے بعد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے اُس سے زیادہ حق گو اور نہ اس سے بہتر فیصلہ کرنے والا
عدالت کے ساتھ اور نہ اس سے زیادہ نیکی کا حکم کرنے والا۔ راوی
کہتا ہے کہ میں نے اُس سے سوال کیا کہ تم کون شخص ہو خدا تم پر
رحمت نازل کرے، اُنھوں نے جواب دیا کہ میں مقداد ابن عمرو ہوں
میں نے کہا کہ یہ کون ہیں جن کی بابت تم ذکر کر رہے تھے اُنھوں نے
جواب دیا کہ یہ بزرگوار ابن عم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب
علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک عرصہ کے بعد
میں نے جناب ابوذر سے ملاقات کی اور مقداد کی اس حدیث کو
اُن سے بیان کیا تو ابوذر نے فرمایا کہ سچ کہا ہے میرے بھائی مقداد نے
جمال الدین محدث مصنف کتاب اربعین بیان کرتے ہیں کہ یہ نہیں
کہا جاسکتا ہے کہ صدر آیت اور مابعد آیت دلالت کرتا ہے اس امر پر

فی مسلم عن زید بن ارقم انہ صلعم قال اذکرکم اللہ فی اہل بیتی قلنا لزید من اہلبیتہ نسائہ قال لا ایم اللہ ان المراءۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا وقومھا اہلبیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہ وھو مذکور

کہ آیہ تطہیر ازواج نبی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور خمسہ نجبار مذکورین علیہم السلام کی شان میں نہیں نازل ہوئی ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ تذکیر ضمیر عنکم ویطہرکم میں اس امر کا انکار کرتی ہے کہ اس آیت سے ازواج نبی مراد لیے جائیں اور یہ حدیث صحیح مشہور ہے کہ جو ابھی گذری یہ بھی انکار کرتی ہے شان ازواج میں نازل ہونے کو اور قرآن مجید میں ایک حکم سے دوسرے حکم کی طرف خروج بکثرت موجود ہے کہ یہ مقام اُس کی تفصیل کا نہیں ہے اور مصنف کتاب اربعین جمال الدین محدث عطاء اللہ بن فضل اللہ الحسینی مولف کتاب روضۃ الاحباب اکابر محدثین اہلسنت سے ہیں اور اُن کی جلالت وعظمت کتاب حبیب السیر غیاث الدین واسماء الرجال شیخ عبدالحق دہلوی در شرح مشکوۃ ملا علی قاری ونزد سینہ شتوانی ور رسالہ اصول حدیث شاہ عبدالعزیز دہلوی ومدارج الاسناد محمد القنی صفوی وکتاب حطہ تصنیف نواب صدیق حسن خاں وغیرہ سے ظاہر ہے۔ اور ان کا ترجمہ کتاب مستطاب

فی جامع الاصول ایضا واقول یفھم من قول زید ان
المرٔۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر الخ ان اطلاق
اھل البیت علی الازواج لیس علی اصل وضع اللغۃ وانما
ھو اطلاق مجازی ویمکن ان یکون مرادہ ان الذی یلیق
ان یراد فی امثال ھذا الحدیث من اھل البیت اصلہ و

عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار

من مصنفات رئیس المتکلمین آیۃ اللہ فی العالمین وحجۃ علی الجاحدین جناب
مولانا السید حامد حسین فردوس مآب میں مفصل مذکور ہے ختم ہوا۔ قول
مترجم رسالہ آیہ تطہیر اور اس امر کی وجہ کہ یہ آیہ مبارکہ عصمت پر دلیل
ہے یہ ہے کہ آیت مذکورہ دلالت کرتی ہے ناپاکی کے دور کرنے پر اور
ناپاکی وہ گناہ ہیں کہ جن سے گناہ کرنے والے کی آبرو نجاست سے آلودہ
ہو جاتی ہے جس طرح سے کہ اُس کا بدن نجاسات کی وجہ سے آلودہ ہو جاتا
ہے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے پاکیزہ کرنے پر بہ سبب ملازمت تقوی کے
ایسا تقوی کہ جس سے آبرو پاک ہوتی ہے جس طرح سے کہ بدن طہارت
کرنے سے پاک ہو جاتا ہے مع اُن موکدات کے کہ اس آیہ کریمہ میں ہیں،
مثل لفظ انما کے جو دلالت کرتا ہے حصر پر اور مثل خبر دینے کے کہ خداوند
عالم ارادہ کرتا ہے کہ اہل بیت علیہم السلام سے رجس کو دُور رکھے اور اُن کو
پاک و پاکیزہ رکھے اور ارادہ باری تعالےٰ واقع ہونے والا ہے ہر حال میں اور

عصبة الذین لا یزول نسبتهم عنه ۲ صلا د وں الازواج وعلی التقدیرین فهو موید لمطلوبنا **الثانی** ان اهل البیت فی اللغة مختص بالازواج ففی العدول الی غیرهن مخالفة لوضع اللغة **والجواب** عنه انا لا نسلم ان اهل البیت فی اللغة مختص بالازواج ولو کان کذلک لما سالت ام سلمہ رض

مثل تاکید کے ساتھ ذکر تطہیر کے اور وہی بری قرار دینا ہے اہلبیت علیہم السلام کا ہر گناہ اور ہر امر قبیح سے جیسا کہ اس مطلب کو مصنف کتاب مجمل نے ذکر کیا ہے اور اس کی تائید کرتا ہے وہ کلام جس کی تصریح کی ہے فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں اور دیگر علمار اہل سنّت نے اور اپنی دیگر کتب میں (اور یہ تاکید واقع ہوئی ہے تطہیر کے ذکر کے ساتھ بعد اذہاب رجس کے جو تطہیر سے جدا نہیں ہے) اور پھر تاکید کی گئی ہے اس آیہ مبارکہ میں مصدر سے اور معنی عصمت کے نہیں ہیں مگر وہ حالت کہ جس کو خداوند عالم عطا کرتا ہے اُس شخص کے لیے جس کے حال پر اُس کی توجہ ہوتی ہے اس طرح سے کہ پھر وہ گناہوں اور معاصی سے نزدیکی نہ کرے اور یہ بات واضح و روشن ہے اگر گوش شنوا تک پہونچ جائے (یعنی پوری توجہ کی جائے) اور ناپاکی دُور کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ جو رجس موجود ہو وہ دُور کیا جائے بلکہ رفع کرنا ہے اُس سبب کا جو موجب رجس ہے اور دلیل اس امر پر یہ ہے کہ حسنین علیہما السلام بوقت نزول آیہ مذکورہ بچے تھے کہ

النبیؐ صلعم عن دخولها فیهم کما فی روایته عن الترمذی وصاحب المصابیح ولو سلّم فنقول النقل جائز بل یجب ارتکابه عند وجود الدلیل والدلیل ههنا موجود وهو الاخبار المذکورة **الثالث** ان ما ذکر من الاحادیث معارض بما روی ان امّ سلمة قالت لرسول الله صلعم الست من اهل البیت فقال

جن میں کوئی رجس متصور نہیں ہو سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ مراد متصف نہ ہونا ہے اُن بزرگواروں کا رجس سے (نہ یہ کہ رجس کے ساتھ متصف ہوں اور پھر رجس دُور کیا جائے) پھر اب اس مقام پر قوم اہلسنّت کے لیے چند اعتراضات ہیں۔ پہلے یہ کہ سیاق آیت انکار کرتا ہے اس بات سے کہ یہ آیت محمول آل عبا علیہم السلام پر ہو اس وجہ سے کہ ماقبل آیت اور مابعد آیہ خطاب ہے ازواج نبی صلعم سے **جواب** اس اعتراض کا یہ ہے کہ بعد تسلیم کر لینے اس امر کے کہ لفظ اہلبیت سے مراد ازواج ہو سکتی ہیں (یعنے یہ امر مسلم نہیں ہے اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو) کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ یہ بطریق التفات ہو طرف جناب رسالتمآب صلعم اور اُن کے اہل بیت کے اس معنے سے کہ ازواج کا تادیب کرنا اور اُن کو نیکی کی طرف رغبت دلانا یہ امر اہلبیت علیہم السلام سے رجس اور عیب دُور کرنے کے توابع یعنے ملحقات سے ہو پس نظم و ترتیب آیت اس بنا پر یہ ہو گا کہ خداوند عالم نے ازواج نبی صلعم کو رغبت دلائی ہے کہ وہ پارسائی اور نیکی اختیار کریں

بلی انشاء اللہ والجواب انا لا نسلّم صحّۃ سندھا و لو سلم نقول انّ کونھا من اھل البیت قد علّق فیھا بمشیۃ اللہ تعالیٰ فلا تکون من اھل البیت جزماً والمذھب عنھم الرجس من ھم اھل البیت جزماً مع انھا لو کانت منھنّ لما سالتہ لانھا من اھل اللسان والترجیح معنا بعد التعارض وھو ظاہر

اس طرح پر کہ ضرور ارادہ کیا ہے خداوند عالم نے ازل میں کہ اے اہلبیت رسول تم کو معصوم قرار دے اور یہ بات مناسب ہے کہ جو منسوب معصوم کی طرف ہو وہ عفیف اور صالح ہو جیسا کہ جناب باری تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے الطیّبات للطیّبین یعنے پاکیزہ کلمے پاکیزہ لوگوں کے لیے ہیں اور حاصل نظم آیت جیسا کہ اہل سنّت نے سمجھا ہے اور فخر الدین رازی نے اس کی تصریح کی ہے یہ ہے کہ اے ازواج نبی خداوند عالم تمھاری رغبت دلانے سے عفّت وصلاح کی طرف تمھارا نفع چاہتا ہے اور یہ ارادہ کرتا ہے کہ تم سے رجس کو دُور کرے حالانکہ یہ امر نہیں دلالت کرتا ہے کہ خداوند عالم ارادہ کرتا ہے کہ ازواج سے رجس کو دور کرے ازل میں بلکہ اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ خدا رجس کو ازواج سے دور کرنے کا ارادہ کرے گا بعد رغبت دلانے اور تنبیہ کرنے کے پس یہ آیہ ازداج کی عصمت پر دلیل نہ ہوگا اور اس نظم پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ رجس کا دور کرنا فعل باری تعالےٰ ہے اور ارادہ باری تعالیٰ واجب الوقوع ہے مطلقاً جمہور کے نزدیک اور

الرابع ان ظاهر الآیة یدل علی حصر ارادۃ اذھاب الرجس عن اھل البیت مع ظھورہ انہ اراد اذھابہ عن کل احد فلابد من صرف الکلام عن ظاہرہ وحینئذ لایصیر حجۃ فیما قصدہ الامامیۃ **والجواب** انا لا نسلم انہ تعالیٰ اراد اذھاب الرجس عن کل احد اذ مراد اللہ تعالیٰ واجب الوقوع فی افعالہ اتفاقا ولا شک ان اذھاب الرجس فعلہ تعالیٰ فلو کان مرادہ تعالیٰ اذھابہ عن کل احد لکان الرجس منفیا عن کل والتالی باطل والمقدم مثلہ

فرقہ امامیہ کے نزدیک جبکہ وہ ارادہ متعلق ہو افعال باری تعالے سے جیسا کہ جناب علامہ حلّی علیہ الرحمہ نے کتاب النہایہ میں اس کی تصریح فرمائی ہے اور بہ تحقیق کہ بعض ازواج سے بعد ترغیب وتذکیر (یعنی یاددہی) بھی ایسے افعال سرزد ہوئے کہ جو رجس وگناہ ہیں اور یہ امر متفق علیہ ہے پس اگر اس آیہ مبارکہ سے یہ مقصود ہوتا کہ ازواج نبی سے خداوند عالم ارادہ کرتا ہے رجس کے دُور کرنے کا بعد ترغیب تو کبھی اُن سے بعد ترغیب کوئی ایسی چیز صادر نہ ہوتی کہ جو منافی ہو ارادہ خدا کے۔ پس ثابت ہوا کہ جس طرح سے نظم آیات اہل سنّت نے بیان کیا ہے بوجہ مذکورہ کسی طرح درست نہیں ہو سکتا اور بھی یہ بات ہے کہ ماقبل آیہ تطہیر کے اگرچہ مخصوص ہے ذکر ازواج سے لیکن یہ آیہ مبارکہ مخصوص ہے خمسۂ نجباء علیہم السلام سے کیوں کہ اس میں خطاب بلفظ تذکیر ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ تذکیر ازواج نبی صلعم کے ارادہ کی نفی کرتی ہے بلکہ تذکیر ازواج میں منحصر

نعم ان الله تعالیٰ اراد ذہاب الرجس عن کل احد لا اذہابہ فمنشاء الغلط عدم التفرقۃ بین ارادۃ الذہاب والله اعلم بالصواب وایضا فقولہ تعالیٰ یرید اللہ لیبین لکم وقولہ تعالیٰ یرید بکم الیسر لفظ عام فی الآیتین فلو لم یکن بین الارادۃ المذکورۃ فی آیۃ

ہونے کی نفی کرتی ہے جیسا کہ اس مطلب کو فخر الدین رازی اور صاحب کتاب تحصیل نے ذکر کیا ہے پس یہ امر مردود ہے اس امر سے کہ سابقاً گذرا کہ کوئی شخص مفسرین سلف سے اس بات کا قائل نہیں ہے کہ اس آیہ کریمہ سے آل عبا علیہم السلام اور ازواج دونوں مرکب ہوکر مراد ہوں نیز یہ ذکر طہارت مقتضی ہے عصمت کا جیسا کہ ہم نے اس کو بیان کیا ہے پس یہ ناممکن ہے کہ اس آیت میں ازواج شامل ہوں کیونکہ وہ معصوم نہیں ہیں بالاتفاق بعض فضلاء فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ اگر آیۂ تطہیر سے ازواج نبی مراد ہوتیں تو ہرگز عائشہ اسلام پر خروج نہ کرتی اور امام وقت کی نافرمانی نہ کرتی اور اس خروج اور نافرمانی سے زیادہ کون سا رجس ہوگا علاوہ اس کے شیخ ابن حجر متاخر نے کتاب صواعق محرقہ کے باب عاشر میں ایک ایسا امر ذکر کیا ہے جو دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ مراد اہل البیت سے اس آیت کے امثال میں اقارب قریبہ جناب رسالت مآب ؐ

التطهیر وبین الارادۃ المذکورۃ فی ھاتین الآیتین وامثالھما فرق لما کان لتخصیصھا باھل البیت علیھم معنی لانہ تعالٰی ارادبھا المدح لھم ولایحصل المدح الابوقوع الفعل کمامرّ **الخامس** انا لانسلّم دلالۃ الآیۃ علی زوال کل رجس لجواز ان یکون اللّام فی

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ذریت اُن کی مراد ہیں اور ازواج مراد نہیں چنانچہ ابن حجر نے کہا ہے کہ صحیح مسلم میں زید ابن ارقم سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے اذکرکم اللہ فی اھل بیتی یعنے تم کو اپنے اہلبیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں راوی حدیث بیان کرتا ہے کہ ہم نے زید ابن ارقم سے پوچھا کہ اہل بیت اُن جناب کے کون ہیں کیا آنحضرت کے ازواج ہیں زید ابن ارقم نے کہا کہ نہیں قسم بخدا بہ تحقیق کہ زوجہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک مدّت تک رہتی ہے پھر جبکہ شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دے دیتا ہے تو وہ اپنے باپ کے گھر چلی جاتی ہے اور اپنی قوم کی طرف رجوع کرتی ہے اہل بیت رسول آنحضرت کے اصل اور وہ اقارب ہیں کہ جو بعد جناب رسول خدا صلعم صدقہ سے محروم رہے (یعنی جن پر صدقہ حرام ہوا) اور یہ حدیث کتاب جامع اصول میں مذکور ہے جناب قاضی سید نور اللہ شستری فرماتے

الرجس للعهد الذهنی او الجنس دون الاستغراق فلا یثبت العصمة **والجواب** ان اللام محمل علے الاستغراق اذا لم یکن ثمة عهد خارجی و ایضا مقام المدح والامتنان علی اهل البیت الذین من جملتهم سید الانبیاء علیهم السلام تخصیص لطهارة

ہیں کہ زید ابن ارقم کے اس قول سے کہ زوجہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک مدت تک رہتی ہے الی آخر الحدیث سے یہ سمجھا گیا ہے کہ اطلاق اہل بیت کا ازواج پر بنا بر حقیقت وضع لغت کے نہیں ہے بلکہ یہ اطلاق اطلاق مجازی ہے اور ممکن ہے کہ ابن حجر کی یہ توکہ جو امر لائق ہو اس امر کے کہ اس حدیث کے امثال میں اہل البیت سے مراد لی جائے اس سے آنحضرت کے وہی اصل و اقارب مراد ہوں کہ جنکی نسبت اُن جناب سے کبھی زائل نہیں ہو سکتی ہے نہ یہ کہ مراد اہلبیت سے ازواج ہو اور دونو طرح سے ہمارے مقصود کی تائید ہوتی ہے (قول مترجم یعنی خواہ یہ مراد لیجائے کہ اطلاق اہلبیت کا ازواج پر اطلاق مجازی ہے یا یہ کہ اس حدیث کے امثال میں اہل بیت سے ازواج کا مراد لینا مناسب نہیں ہے) **دوسرا اعتراض** اہلسنت کا یہ ہے کہ لفظ اهل البیت لغت میں مخصوص ازواج کے لیے ہے پس عدول کرنا مراد لینے میں سوائے ازواج کے غیر ازواج کی طرف مخالفت ہے، وضع لغت کی **جواب** اس اعتراض کا یہ ہے کہ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ لفظ اهل البیت لغت میں مخصوص ہے

بهم ادلّ دلیل واعدل شاهد علی اذهاب جنس الرجس فلایبنا فی الاستغراق بل یستلزمه استلزاما ظاهراً و ایضا صحة الاستثناء معیار العموم کما حقق فی اصول الفقه و ایضا حمله علی العموم یستلزم عدم اجمال اللفظ وکثرة الفائدة فی کلام الشارع ولولم یعمّ لزم الاجمال ان لم یکن الرجس معیّناً اوالتحکم ان کان و

ازواج کے لیے اور اگر ایسا ہوتا تو جناب اُم سلمہ رضؓ اپنے نفس کو اہل بیت میں داخل ہونے کا سوال جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی نہ کرتیں جیسا کہ اس کے متعلق ترمذی اور صاحب کتاب مصابیح کی روایت اوپر بیان ہوئی ہے اور اگر ہم اس بات کو تسلیم بھی کرلیں کہ لفظ اھل البیت زبان لغت میں ازواج ہی کے لیے مخصوص ہے تب بھی ہم یہ کہیں گے کہ نقل جائز ہے (یعنی نقل کرنا معنے لفظ اہل بیت کا طرف معنائے اقارب قریبہ کے جائز ہے) بلکہ نقل معنے جبکہ دلیل موجود ہو واجب ہے اور یہاں دلیل موجود ہے یعنی وہ احادیث جو کہ مذکور ہوئی ہیں **تیسرا اعتراض** یہ ہے کہ جو کچھ حدیثوں میں ذکر کیا گیا ہے اس کے معارض ہے۔ (یعنے اہلبیت کا منحصر ہونا خمسۂ نجباء میں) وہ روایت عوام سلمہ رضؓ سے مروی ہے کہ آن معظمہ نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

نقول بوجه آخر ان الرجس المعرّف باللام ليس بمعيّن حتّی یشار الیه ولو ار دنا ر جسا من الار جاس لم یکن للامتنان علیهم خاصة معنی اذ یشار کهم فیه غیرهم من الامّة فبقی ان یکون للاستغراق اولا ما جنسیا مفید النّفی طبیعة الرّجس عنهم فلا یوجد فیهم فرد منه حتّی لا یلزم وجود الطبیعة فیهم لان الطبیعة موجودة فی ذلك الفرد بلا ریبة کما مرّ علی انّ المفرد المحلّی باللام عند بعضهم

عرض کیا کہ کیا میں آپ کے اہل بیت سے نہیں ہوں تو آنحضرت نے اُس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہاں انشاء اللہ جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ اول تو ہم اس حدیث کی صحت سند ہی کو نہیں تسلیم کرتے ہیں اگر اس حدیث کی صحت سند کو بھی ہم تسلیم کر لیں تو ہم کہیں گے کہ جناب ام سلمہ کا اہل بیت سے ہونا اس روایت میں خداوند عالم کی مشیت پر موقوف ہے پس جناب ام سلمہ کا اہلبیت سے ہونا قطعاً نہیں قرار پایا لیکن اور جن ذوات مقدسہ سے رجس دُور کیا گیا ہے وہ وہی ہیں کہ جو قطعاً یقیناً اہلبیت رسول ہیں باوصف اسکے کہ اگر جناب ام سلمہ رض اہلبیت سے ہوتیں تو وہ معظمہ جناب رسولخدا صلعم سے ایسا سوال نہ کرتیں کہ آیا میں آپ کے اہلبیت سے نہیں ہوں کیونکہ جناب ام سلمہ اہل زبان سے ہیں (اُن کی ذات سے ایسی غلطی کرنا بعید ہے) اور اگر تعارض فرض بھی کر لیا جائے تو ترجیح ہمارے ہی مذہب کے ساتھ ہوگی اور یہ امر ظاہر ہے (یعنی اہل بیت کا خمسہ نجبا میں منحصر

ثم اقول الظاہر ان مناقشۃ الجمهور فی هذا المقام انما نشاء من حملهم البیت فی الآیة والحدیث علی البیت المبنی من الطین والخشب المشتمل علی الحجرات التی کان یسکنها النبی صلعم مع اهل بیته وانا واجد اذ لو ارید بالبیت ذلک لاحتمل ما فهموه لکن الظاهر ان المراد باهل البیت علی طبق قولهم اهل الله واهل القرآن واهل بیت النبوة و

ہونا راجح رہے گا بسبب اس کے کہ دلائل اس کے بکثرت احادیث سے موجود ہیں) **چوتھا اعتراض** یہ ہے کہ ظاہر معنی آیہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ خدا کا ارادہ منحصر ہے اس بات میں کہ صرف اہل بیت علیہم السلام سے رجس کو دور کرے حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ رجس کو ہر شخص سے دور کرے پس ضروری ہے کہ کلام کے ظاہری معنی کو بدل دیں اور اسوقت میں آیت دلیل باقی نہ رہیگی اُس چیز کی جسکو فرقہ امامیہ مراد لیتے ہیں اور **جواب** اس کا یہ ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے ارادہ کیا ہے کہ ہر شخص سے رجس کو دور کردے کیونکہ ارادہ باری تعالےٰ اُس کے افعال میں واجب الوقوع ہے اور یہ امر متفق علیہ ہے اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ رجس کا دور کرنا فعل باری تعالےٰ ہے پس اگر مراد خداوند عالم کی یہ ہو کہ ہر شخص سے رجس کو دور کرے تو پھر ہر شخص سے رجس زائل ہو جائے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے کہ خدا نے ہر شخص سے رجس کو زائل کردیا ہو اور اس امر کا قائل ہونا باطل

لا ریب ان ذلک منوط بحصول کمال الاھلیۃ والاستعداد المستعقب للتخصیص والتعیین من اللہ ورسولہ علی المتصف بہ کما وقع فی الآیۃ والحدیث ولھذا احتاجت ام سلمۃ رض الی السؤال عن اھلیتھا للدخول فیھم کما مرّ ھذا ولا یخفی ان الامامیۃ احتجوا فی کتبھم الاصولیۃ بالآیۃ المذکورۃ مع الحدیث الذی رواہ الترمذی عن ام سلمۃ رض علی

ہے کسی طرح صحیح نہیں ہے پس یہ امر بھی صحیح نہ ہوگا کہ خدا نے ہر شخص سے رجس دُور کرنے کا ارادہ کیا ہے ہاں البتہ خداوند عالم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ہر شخص سے رجس دُور ہو جائے نہ یہ کہ خداوند عالم نے ہر شخص سے رجس کے دور کرنے کا ارادہ کیا ہے پس غلط منشا تفرقہ نہ کرنا ہے درمیان میں ارادہ دُور ہونے اور ارادہ دُور کرنے کے اور خداوند عالم صواب کو زیادہ تر جانتا ہے نیز یہ کہ قول باری تعالیٰ یرید اللہ لیبین لکم اور قول باری تعالیٰ یرید اللہ بکم الیسر دونوں آیتوں میں لفظ عام ہے پس اگر ارادۂ مذکورۂ آیہ تطہیر اور ارادۂ مذکورہ آیتیں مذکورتین صدر اور انھیں کے مثل دوسری آیتوں میں کوئی فرق نہ ہوتا تو اس ارادہ کی خصوصیت پر اہل بیت علیہم السلام سے کوئی سعی نہ ہوتے کیونکہ خداوند عالم نے اس ارادہ سے اہلبیت علیہم السلام کی مدح کا قصد کیا ہے اور مدح جب ہی حاصل ہوتی ہے جبکہ فعل یعنی اذہاب رجس واقع ہو جائے نہ یہ کہ محض

بحجیۃ اجماع العترۃ الطاہرۃ وہم علی وفاطمۃ وابناہما علیہم
السلام وکذا احتجوا بقولہ علیہ السلام انی تارک فیکم
الثقلین ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی
اہلبیتی واعترض فخر الدین الرازی فی کتاب المحصول علی الاول
بان المراد باہل البیت زوجاتہ بقرینۃ ما قبل الآیۃ وما
بعدہا والتذکیر فی یطہرکم وعنکم لا یمنع من ارادتہن بل

مقصود ہو اور واقع نہ ہو) جیسا کہ اس کا بیان اوپر گذرا پانچواں اعتراض
یہ ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں کہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ہر رجس زائل کر دیا
جائے گا کیونکہ یہ امر جائز ہے کہ لام الرجس میں عہد ذہنی کے لیے ہو یا
جنس کے لیے ہو اور استغراق کے لیے نہ ہو پس عصمت ثابت نہ ہوگی
اور جواب اس کا یہ ہے کہ لام حمل کیا جاتا ہے استغراق پر جبکہ
یہاں کوئی عہد خارجی نہ ہو اور بھی یہ ہے کہ آیت مذکورہ مقام مدح
وامتنان میں واقع ہے اہل بیت علیہم السلام پر کہ منجملہ اُن کے
جناب سید الانبیاء محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں اور یہ
امتنان آنحضرات پر بہ سبب تخصیص طہارت آن حضرات کے کیا گیا
ہے اور یہ بہت بڑی دلیل اور بہترین شاہد ہے اس بات پر کہ جنسیت
رجس ان بزرگواروں سے دُور کی گئی ہے پس اگر لام جنس کے لیے بھی ہو
تو بھی منافی استغراق کے نہ ہوگا بلکہ مستلزم ہوگا اسی استغراق کا باستلزام

بل یمنع من القصر علیهن وحدیث لف الکساء معارض بما
روی عن ام سلمة انها قالت له الست من اهل بیتك
یا رسول الله فقال بلی ان شاء الله و اعترض علی الثانی
بان الحدیث من باب الاحاد وهو مردود وعند الامامیة سلمنا
لکن یدل علی ان مجموع الکتاب وقول العترة حجة لا علی ان قولهم

ظاہر اور نیز استثنا کا صحیح ہونا دلیل ہے عموم کی جیسا کہ تحقیق ہو چکا
ہے اصول فقہ میں (قول مترجم یعنے چونکہ رجس سے استثنا اس مقام پر
ہو سکتا تھا اور نہیں ہوا لہذا معلوم ہوا کہ اہل بیت سے ہر رجس کا دور کرنا
مقصود ہے) اور نیز یہ کہ حمل کرنا رجس کا عموم پر مستلزم ہے عدم اجمال
لفظ کو اور اکثرت فائدہ کو کلام شارع علیہ السّلام میں اور اگر عموم رجس
مراد نہ ہو تو اجمال لازم آئے گا اگر کوئی رجس معین نہ ہو اور اگر رجس
معین ہوگا تو تحکم لازم آئے گا (یعنے کسی امر کا بلا دلیل تسلیم کر لینا)
اور دوسری طرح ہم یوں کہتے ہیں کہ الرّجس معرف باللام ہے
کوئی رجس معین نہیں ہے تا کہ اُس کی طرف اشارہ کیا جائے اور اگر
ہم ارادہ کریں کسی خاص رجس کا رجس سے تو نہ ہوں گے ان حضرات پر
امتنان رکھنے کے کوئی خاص معنی اس لیے کہ اس بات میں اور بھی لوگ
بھی آنحضرات کے شریک ہیں یعنے بعض رجس اُن سے بھی دور
کیے گئے ہیں پس باقی رہا یہی امر کہ لام الرّجس کا لام استغراق ہو

وحدہ حجۃ وقال صاحب لحاصل مشیراالی اعتراض الرازی
علی وجھی احتجاج الامامیۃ وقد تعصب والا فالحجتان جیدتان
قال شارح التحصیل ایضاان ما قالہ الامام ومن تبعہ تعصب
کما قالہ بعض الفضلاء والا فالحجتان جیدتان علی القواعد
الاصولیۃ التی قررھا ھو وغیرہ وقال بعض الشافعیۃ من شارحی
المنھاج فی ھذا المقام ایضاً انہ لاشک ان اھل البیت فی مھبط
الوحی والنبی صلعم کان مدۃ حیوتہ مھتما بتربیتھم وارشادھم غایۃ
الاھتمام فکلما قالوابہ واتفقوا علیہ یکون اقرب الی الحق و
الصواب والبعد عن الخطاء والفساد وھذا المقدار کاف فی

یا یہ کہ الرجس پر لام جنسی ہو کہ جو مفید ہے نفی طبیعت رجس کے لیے اہلبیت
علیہم السلام سے پس نہ پائی جائے گی کوئی فرد رجس کی اُن میں سے
حتی کہ نہ لازم آئے گا پایا جانا طبیعت رجس کا اُن میں کیونکہ طبیعت موجود
ہے اس فرد میں بلاشک جیسا کہ اوپر بیان ہوا علاوہ اس کے کہ مفرد
محلّٰی باللام بعض کے نزدیک عام ہے (یعنے اگر رجس مفرد بھی ہو تو بھی
محلّی باللام ہونے کے سبب سے عام قرار پائے گا) پھر میں کہتا ہوں کہ
بظاہر مناقشہ جمہور کا اس مقام پر اس وجہ سے ہے کہ جمہور نے
آیت میں اور حدیث میں بیت سے وہ بیت مراد لیا ہے کہ جو مٹی
اور لکڑی سے بنایا گیا ہو اور وہ مشتمل ہے اُن حجروں پر کہ جن میں جناب

افادۃ المراد واقول فی دفع الاعتراض **الاوّل** انّ التذکیر فی یطہّرکم یمنع حتما من ارادتھن ولذا قال ابن حجر المتاخر فی الصواعق بعد ذکر ہذہ الآیۃ اکثر المفسّرین علی انھا نزلت فی علیّ وفاطمۃ والحسن والحسین لتذکیر ضمیر عنکم وما بعدہ ولو سلّم انّ مجرّد التذکیر فی یطہّرکم لا یمنع من ارادتھن لکن الطہارۃ الماخوذ فی یطہرکم تمنع منہ لدلالتھا علی العصمۃ وعصمۃ الازواج منفیۃ بالاتفاق وایضا انّ الآیۃ یضمّ الحدیث المرویّ عن

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اہل بیت اور ازواج کے سکونت اختیار فرماتے تھے اس لیے کہ اگر ارادہ کیا جاتا گھر سے ایسا ہی گھر تو محتمل ہو سکتا تھا جس کو جمہور نے سمجھا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ مراد اھل البیت سے اہل نبوت ہیں مطابق قول انھیں عرب کے ہے اھل اللہ اور اھل القرآن کچھ شک نہیں ہے کہ یہ امر یعنی اہلبیت نبوّت سے ہونا کمال اہلیّت اور استعداد پر موقوف ہے جس کے انجام میں متصف بہ کا خدا اور رسول خدا کی طرف سے منصوص اور معین ہونا لازم ہے جیسا کہ اہل بیت علیہم السّلام کا منصوص و معین بہ طہارت ہونا اس آیہ مبارکہ اور اس حدیث میں واقع ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جناب ام سلمہؓ کو اس بات کی ضرورت ہوئی کہ جناب رسالت مآب

ام سلمۃ تمنع من ارادۃ الازواج لدلالۃ الحدیث علی
خروج ام سلمۃ وھی من الازواج ولا قائل بالفصل فیدل
علی خروج الکل علی انہ قد یفھم من قولہ علیہ السّلام
ھؤلاء اھلبیتی القصر والحصر فانّ معناہ ھؤلاء اھل بیتی
دون غیرھم رداً علی من اعتقد انّ الازواج ایضا من
اھل البیت فیکون قصر افراد واما المعارضۃ بروایۃ
بلی انشاء اللہ فقد مرّ الجواب عنھا سابقا واما ذکرہ
اولا فی اعتراضہ الثانی من ان الحدیث من باب الآحاد

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کریں کہ آیا ان میں زمرۂ اہل بیت
علیہم السلام میں دخول کے قابلیت و اہلیت ہے یا نہیں جیسا کہ اس کے
متعلق حدیث گذر چکی ہے علاوہ اس کے مخفی نہ رہے کہ فرقہ امامیہ نے
اپنے کتب اصولیہ میں آیت مذکورہ سے مع اُس حدیث کے جس کو
ترمذی نے جناب ام سلمہ رضہ سے روایت کی ہے یہ احتجاج کیا ہے کہ
جس امر پر عترت طاہرہ اجماع کرے وہ حجت ہے اور عترت طاہرہ
جناب امیر المومنین علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ زہرا اور اُن
کے دونوں فرزند حسنین علیہم السلام ہیں اور اسی طرح امامیہ نے
آنحضرت کی حدیث ثقلین سے احتجاج کیا ہے جس کو اُن جناب نے
یوں ارشاد فرمایا ہے کہ انی تارک فیکم الثقلین

وهو مردود عند الامامیة مردود بان هذا افتراء علیهم
والحدیث متواتر عندهم وقد صرح ابن حجر المتاخر
فی الصواعق المحرقة انه ورد عن نیف وعشرین صحابیا
فهو اذا متواتر عند اهل السنة وحجة علیهم وما ذکره
ثانیا مدفوع بان المتبادر من الحدیث التمسک بکل من
الکتاب والعترة فیدل علی کون العترة مستقلة بالهدایة
قال صاحب النقود والردود الحدیث یدل علی استقلال

ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی
اھل بیتی یعنی بہ تحقیق کہ میں تم سب کے درمیان میں دو گراں قدر
چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم اُن سے تمسک کرتے رہوگے کبھی گمراہ
نہ ہوں گے اور وہ دونوں کتاب خدا اور عترت ہے میری کہ جو
اہلبیت ہیں میرے اور فخر الدین رازی نے اپنی کتاب محصول میں اعتراض
کیا ہے امر اوّل پر (یعنے آیت سے استدلال پر) اس طور سے کہ
بتحقیق مراد اہل بیت سے ازواج نبی صلعم ہیں بسبب قرینہ ماقبل
آیت اور مابعد آیت کے اور یطہّرکم اور عنکم میں ضمیر تذکیر کا
ہونا نہیں منع کرتا ہے ارادہ ازواج سے بلکہ ضمیر مذکر کا ہونا منع
کرتا ہے صرف اُن کے مراد ہونے سے یعنے یہ کہ ضمیر کی تذکیر اہلبیت
اور ازواج دونوں کے مراد ہونے سے مانع نہیں ہے بلکہ صرف ازواج

العترة بالهداية لكون الكتاب مستقلاً بها فلو لم يكن
العترة مستقلة بها لما جاز الجمع بين العترة والكتاب
بقوله انهما لانه كالجمع بين مباح ومحظور لكنه جمع بينهما
انتهى ثم اقول الاولى فى الرد ان العترة مستقلة بلا انضمام
الكتاب دون العكس والا لم يكن لهم مزية لان من عداهم
ايضا هذه المثابه ويؤيد هذا ما ذكره المولى الفاضل
العلامه قطب الدين الشيرازى الشافعى فى مكاتيبه
المشهوره حيث قال راه بے راہنمائے نمی تواں یافت و
گفتن آنکه چوں کتاب الله وسنت رسول صلعم درمیان ست بس است

کے مراد ہونے سے مانع نہیں ہے بلکہ صرف ازواج کے مراد ہونے سے مانع ہے لینے کی معارض
ہے اُس حدیث کے کہ جو جناب ام سلمہ رضہ سے منقول ہے جبکہ انھوں نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آیا میں
آپ کے اہل بیت سے نہیں ہوں تو اُن جناب نے ارشاد فرمایا کہ
ہاں انشاء اللہ اور اعتراض کیا ہے فخرالدین رازی نے حدیث
ثقلین پر کہ یہ حدیث باب آحاد سے ہے اور وہی حدیث آحاد فرقہ
امامیہ کے نزدیک مردود ہے اگر ہم حدیث کو تسلیم بھی کر لیں تو حدیث
اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مجموعہ کتاب اور قول عترت طاہرہ مل کر
حجت ہے نہ یہ کہ صرف قول عترت حجت ہو اور صاحب کتاب حاصل

چہ حاجت ست بآں ماند مریض گوید کہ چوں کتب ہست کہ اطبار نوشتہ اند چرا مرا با طبار مراجعت باید کرد کہ این سخن خطا ست برائے آنکہ ہر کس را فہم کتب طب میسر نیست و استنباط از اں نتواں کرد مراجعت با اہل استنباط می باید کرد کہ لو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم کتاب حقیقی صدور اہل علم ست کہ بل ھو آیات بیّنات فی صدور الذین اوتوا العلم نہ بطون دفاتر چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام

فخر الدین رازی کے اعتراض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو انھوں نے امامیہ کی دونوں وجہوں پر کیا ہے یہ بیان کرتے ہیں کہ فخر الدین رازی نے تعصب کیا ہے ورنہ امامیہ کی یہ دونوں دلیلیں جیّد ہیں اور شارح کتاب التحصیل[1] نے بھی بیان کیا ہے کہ جو کچھ امام فخر الدین رازی اور اُن کے متبعین نے کہا ہے وہ تعصّب ہے جیسا کہ بعض فضلار اہل سنت نے اعتراف کیا ہے والّا یعنی اگر تعصب نہ کیا جائے تو دونوں دلیلیں جیّد ہیں اور مطابق ہیں اُن قواعد اصولیہ کے جن کو امام فخر الدّین رازی اور علاوہ اُن کے اوروں نے مقرر کیا ہے اور نیز اس

---

[1] کتاب التحصیل تصنیف ہے سراج الدّین ابو الثنا محمود بن ابی بکر الارموی المتوفی سنہ ۶۸۲ھ اثنین وثمانین وست مائۃ کی (دیکھو کشف الظنون) ۱۲

فرمود انا کلام اللہ الناطق وھذا کلام اللہ الصامت
انتھی کلامہ وبہ انتھی توضیح ما اردناہ والحمد للہ
رب العالمین والصلوٰۃ علی سیدنا محمد وآلہ الطاہرین
تمت الرسالۃ

اس مقام پر بعض شارحین کتاب منہاج نے کہ جو شافعیہ مذہب ہیں
کہا ہے کہ کچھ شک نہیں ہے کہ اہل بیت علیہم السلام مہبط وحی میں تھے
اور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تا بحیات اپنی
اہلبیت کی تربیت وارشاد میں کمال درجہ اہتمام فرماتے تھے پس جو
کچھ کہ اہلبیت علیہم السلام نے فرمایا اور جس بات پر انھوں نے
اتفاق کیا وہ سب حق وصواب سے قریب تر ہوگا اور خطا وفساد
سے بالکل بعید ہوگا اور اتنا امر کافی ہے مفید مقصود ہونے میں یعنی
حجیت اجماع اہل بیت علیہم السلام میں، جناب قاضی سید نور اللہ
شستری طاب ثراہ فرماتے ہیں کہ میں دفع اعتراض اول فخر الدین
رازی کے لیے کہتا ہوں کہ ضمیر تذکیر لیطھرکم میں ازواج کے مراد
لینے سے قطعاً منع کرتی ہے اور اسی وجہ سے ابن حجر شافعی نے کتاب
صواعق میں اس آیہ مبارکہ کے ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ اکثر مفسرین
اس امر کے قائل ہوئے ہیں کہ یہ آیہ کریمہ شان والا شان جناب امیر المومنین علی

اور فاطمہ اور حسن اور حسین علیہم السلام میں نازل ہوا ہے کیونکہ لفظ عنکم اور اس
کے مابعد میں ضمیر تذکیر واقع ہوئی ہے اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مجرد ضمیر
تذکیر لفظ یطہرکم میں ارادہ ازواج سے نہیں منع کرتی ہے لیکن طہارت
جو یطہرکم میں مراد لی گئی ہے وہ ارادہ ازواج سے مانع ہے کیونکہ طہارت
دلالت کرتی ہے عصمت پر اور ازواج سے عصمت کا منفی ہونا باتفاق ثابت
ہے اور بھی یہ ہے کہ آیت مع شمول اُس حدیث کے جو جناب ام سلمہؓ سے
مروی ہے منع کرتی ہے ارادہ ازواج سے کیونکہ حدیث دلالت کرتی ہے
اس امر پر کہ جناب ام سلمہؓ زمرۂ اہل بیت علیہم السلام سے خارج ہیں حالانکہ
جناب اُم سلمہؓ ازواج نبی صلعم میں سے ہیں اور کوئی اس امر کا قائل نہیں
ہے کہ ام سلمہؓ داخل اہلبیت نہ ہوں اور دیگر ازواج داخل اہلبیت
ہوں پس یہ دلیل دلالت کرے گی اس بات پر کہ کل ازواج اہل بیت
سے خارج ہیں علاوہ بریں حضرت کے قول مبارک ھولآء اھلبیتی
سے قصر اور حصر مفہوم ہوتا ہے اس لیے کہ معنی اس قول کے یہ ہیں کہ یہی ہیں اہلبیت
میرے اور اُن کے غیر اہل بیت نہیں ہیں اور مقصود اس کلام سے رد ہے
اُس شخص کے اعتقاد کی جو اہلبیت سے ازواج کو مراد لیتا ہے پس ایسی
حالت میں یہ کلام قصر افراد ہوگا اور جو فخر رازی نے کہا ہے کہ یہ حدیث
معارض ہے اُس روایت سے کہ جناب ام سلمہؓ سے آنحضرتؐ نے اُن کے
سوال کے جواب فرمایا کہ بلی انشاءاللہ یعنے ہاں اگر خدا نے چاہا تو تم
اہل بیت میں داخل ہو گی تو اس کا جواب اس کے قبل گذر چکا ہے (قول

مترجم کہ اولاً یہ روایت صحیح نہیں ہے دوسرے بفرض صحت دخول جناب ام سلمہ رضہ کا بزمرۂ اہلبیت مشیت الٰہی پر موقوف کیا گیا ہے نہ کہ قطعاً اُن معظمہ کا اہل بیت سے ہونا) اور فخر الدین رازی نے اولاً جواب دوسرے اعتراض میں یہ امر ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث باب آحاد سے ہے اور وہ فرقہ امامیہ کے نزدیک مردود ہے تو یہ اعتراض مردود ہے بایں طور کہ یہ ایک افتراء ہے امامیہ پر کیونکہ حدیث ثقلین اُن کے نزدیک متواتر ہے اور بتحقیق کہ ابن حجر نے کتاب صواعق محرقہ میں اس کی تصریح کی ہے کہ حدیث مذکور بیس سے زاید صحابیوں سے مروی ہے پس اس وقت میں وہ اہل سنت کے نزدیک بھی متواتر ہوگی اور اُن پر حجت ہوگی اور ثانیاً جو فخر رازی نے اعتراض کیا ہے کہ حدیث ثقلین دلالت کرتی ہے اس پر کہ مجموع کتاب وقول عترت حجت ہے پس یہ مدفوع ہے کیونکہ حدیث سے بہ سبقت ذہن یہ امر سمجھا جاتا ہے کہ تمسک کیا جائے ہر واحد سے یعنے کتاب خدا اور عترت طاہرہ ہر ایک اُن دونوں سے بجائے خود واجب التمسک ہے پس یہ دلالت کرے گا کہ عترت مستقل ہے ہدایت میں اور صاحب کتاب نقود وردو[1] نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ عترت طاہرہ

---

[1] کتاب النقود والردود تصنیف ہے اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی الحنفی المتوفی ۷۸۶ھ سنہ ست وثمانین وسبع مائۃ کی۔ دیکھو کشف الظنون ۱۲۔

مستقل ہے ہدایت میں کیونکہ کتاب خدا استقل ہے ساتھ ہدایت کے
پس اگر عترت طاہرہ ہدایت میں مستقل نہ ہوتی تو آں حضرت صلعم کو
عترت طاہرہ اور کتابِ خدا کا جمع کرنا لفظ بھما[۲] کے ساتھ جائز نہ ہوتا
کیونکہ یہ جمع کرنا درمیان میں کتاب خدا اور عترت طاہرہ کے بنا بر عدم
استقلال کے ایسا ہے کہ جیسے جمع کرنا درمیان میں مباح اور حرام کے
ہو لیکن آنحضرت صلعم نے جمع فرمایا ہے درمیان کتابِ خدا اور عترت
طاہرہ کے پس معلوم ہوا کہ استقلال حق ہے انتہی ہوا کلام صاحب
نقود و ورود کا جناب قاضی سید نور اللہ تستری علیہ الرحمہ فرماتے
ہیں کہ پھر میں کہتا ہوں کہ اولے رد کلام فخر رازی میں یہ ہے کہ
عترت طاہرہ مستقل ہے ہدایت میں بغیر اس امر کے کہ کتاب خدا اُس
کے ساتھ منضم کی جائے اور اس کا عکس جائز نہیں ہے یعنی یہ کہ کتاب خدا
مستقل ہو ہدایت میں اور عترت طاہرہ اُس کے ساتھ منضم نہ کی جائے
اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل بیت علیہم السلام کے لیے کوئی مزیت اور افضلیت
نہ ہوتی اس لیے کہ جو لوگ عترت طاہرہ کے علاوہ ہیں وہ بھی ایسے ہو سکتے
ہیں کہ خدا کتاب خدا کے ساتھ ہدایت کر سکیں اور اس قول کی تائید

---

[۲] اصل حدیث میں جناب رسالت مآب صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ما ان تمسکتم
بھما لن تضلوا یعنی جس وقت تک تم لوگ کتاب خدا اور عترت دونوں سے تمسک
کرتے رہوگے کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ۱۲

میں فاضل کامل قطب الدین شیرازی شافعی نے اپنے مکاتیب مشہورہ میں بیان کیا ہے جیسا کہ لکھتے ہیں کہ کوئی شخص راستہ بغیر راہ دکھلانے والے کے نہیں پاسکتا ہے اور یہ کہنا چونکہ کتاب خدا اور سنّت رسول صلعم ہمارے درمیان میں موجود ہے پس ہادی کی کیا ضرورت ہے مشابہ ہے اس بات کے کہ کوئی مریض کہے کہ چونکہ کتب طبیہ موجود ہیں اطبا کی طرف رجوع کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور یہ قول خطا ہے کیونکہ ہر شخص کے لیے کتب طب کا سمجھ لینا اور اُن سے مطالب کا استخراج کر لینا میسّر نہیں ہے پس لازم آئے گا کہ جو کتب مذکورہ سے استنباط کر سکے اُس کی طرف رجوع کرنا ضروری ہو کیونکہ باری تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔ لو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر لعلمہ الذین یستنطونہ منھم یعنے اگر اُس امر کو رسول اور اولی الامر کی طرف وہ لوگ رد کرتے تو اُن میں سے وہی اولی الامر کہ جو استنباط کر سکتے ہیں یقیناً جان لیتے اور کتاب حقیقی صدور اہل علم ہیں جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے بل ھو آیات بیّنات فی صدور الذین اوتو العلم بلکہ وہی قرآن کھُلی آیتیں ہیں سینوں میں اُن لوگوں کے جو دے گئے ہیں علم کو اور وہ کتاب حقیقی بطون دفاتر میں نہیں ہے جیسا کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ انا کلام اللہ الناطق وھذا کلام اللہ الصامت یعنی میں کلام اللہ ناطق ہوں اور

یہ کلام خدا قرآن مجید کلام صامت ہے ختم ہوا کلام قطب الدین شیرازی شافعی کا اور اسی کلام پر ہم بھی اپنی توضیح کو ختم کرتے ہیں کیونکہ اسی قدر اس آیہ مبارکہ میں بیان کرنا ہمارا مقصود تھا والحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ سیدنا محمّد وآلہ الطاہرینؑ

سنہ ولادت جناب قاضی سیّد نور اللہ

شہید ثالث علیہ الرحمۃ سنہ ۹۵۶ھ

وشہادت روز جمعہ ہجدہم ۲۶ ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۱۰۱۹ھ

ہمی باشد

حالات شہید ثالث قاضی نور اللہ

شوشتری علیہ الرحمہ متوفی سنہ ۱۰۱۹ھ

باپ کے حالات بیٹے کے قلم سے

جناب شہید ثالث علیہ الرحمہ کے بڑے فرزند ارجمند علامہ علاء الملک ایک جید عالم و شہرہ آفاق و باکمال انسان تھے شاہزادہ محمد شجاع خلف شاہجہاں بادشاہ کے معلم تھے موصوف نے اپنے خانوادہ کے حالات میں محفل فردوس کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں اپنے والد ماجد کے حالات بھی قلمبند کیے ہیں ہم یہاں پر اس کا خلاصہ تحریر کرتے ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں کہ:۔

مظہر فیض الہ مورد مثال (آیہ) کریمہ مثل نورہ نور اللہ بن شریف حسینی نور اللہ مرقدہ ہمان افراد میں داخل ہیں کہ اُن کے ابتدائے کلام و داستان کی سُرخی ہر باب کی پیشانی پر مثل صندل سُرخ ظاہر و نمایاں۔ ان کا قلم تو تراشیدہ و خوش نوشت قلم وحی الہام سے ملتا جلتا ان کا طریقہ اجتہاد رونق دین مبین اُن کے عقائد کی درستی سے ملت کے امور شکست سے محفوظ اُن کا انداز تدارک و تحریر شگفتگی دل و مذہب کے لیے مومیا اثر ان کے بلندی اساس ایمان کا ظہور مثل بروج فلک، مجالس المومنین کے بارہ ابواب سے ظاہر و ہویدا۔

حضرت نور اللہ نور اللہ مرقدہٗ نے ماہ ربیع الثانی ۹۷۹ھ میں زیارت و تحصیل علوم و تکمیل نفس قدسی کے لیے شوستر سے مشہد امام رضا علیہ السلام کا قصد کر نے علوم دینیہ و معارف یقینیہ میں ہمہ تن مشغول ہو گئے اور محقق تحریر مولانا عبدالواحد و دیگر علماء اعلام سے استفادہ حاصل کرنے لگے لیکن حوادث زمانہ و فتنہ فسانہ و مصائب و آلام کے سبب سے ابتدائے شوال ۹۹۰ھ میں وہاں سے ہندوستان کے لیے روانہ ہو گئے یہاں پہونچکر مقربان شہریار جم جاہ جلال الدین محمد اکبر میں داخل ہو گئے چونکہ بادشاہ کی عنایت اُن کی طرف بہت زیادہ تھی اسلیے بہت بڑے بڑے عہدے اُن کے سپرد کیے گئے اور فوج کے قاضی القضاۃ ایسے اہم عہدے پر ان کو معین کر دیا گیا۔

اس جگہ اس حکایت کا تذکرہ مناسب ہے کہ ایک دن مشاہیر علمائے لاہور میں سے ملائے عصمۃ اللہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا آیہ کریمہ "اذا بلغت الحلقوم" اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ روح بھی جسم ہے اسلیے کہ اگر روح مجرد ہوتی تو اس کا حلقوم تک پہونچنا کوئی معنی نہیں رکھتا ہے جناب قاضی صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس آیت میں قبل روح کا ذکر نہیں آیا ہے اسلیے لفظ بلغت کی ضمیر ادھر نہیں پلٹ سکتی ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ ضمیر قلوب کی طرف پلٹ رہی ہے (اور آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ جب دل گلے تک پہونچ جائیں گے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے "بلغت القلوب الحناجر" دل گلے تک پہونچگئے۔ یہ جواب سنکر وہ ایسا مبہوت ہو گیا کہ گویا اُس کے منھ میں پتھر بھر دیے گئے تھے۔

موصوف کے ان افادات میں جو اُن کی بلندی مراتب و کمالات علمیہ و علو فطرت

اور جلد مطالب عالیہ تک پہونچنے پر دلالت کرتے ہیں وہ مسئلہ بھی جسے والد ماجد اس طرح
بیان فرماتے ہیں کہ جب سید فاضل عزالدین فضل اللہ یزدی رحمۃ اللہ علیہ زیارت مشہد
رضوی علیہ الاف التحیۃ والثنار کے لیے حاضر ہوئے تو ایکدن میرے عم معظم و مخدوم مکرم جناب
صدر رحمۃ اللہ کیخدمت میں تشریف لائے میں بھی اسوقت بہت سے بزرگوں اور ممتاز افراد
کے ساتھ حاضر خدمت تھا تو انھوں نے اپنے سفر حج کے واقعات کا تذکرہ شروع کر دیا اور
ان افراد کے حالات بیان کرنے لگے جن سے اس سفر مبارک میں ملاقات کی تھی۔ چنانچہ
انھیں افراد میں شیخ ابوالحسن بکری شافعی مصری کا تذکرہ بھی کیا اور یہ بیان کیا کہ وہ
ایک مرد با فضل و منصف مزاج تھے تعصب مذہبی سے بہت دور رہا کرتے تھے۔ میں ان کی
خدمت میں اکثر حاضر ہوتا تھا اور مذہب اہلسنت و شیعہ کے مشکل مسائل کو اُن سے حل کیا
کرتا تھا وہ ان مسائل کے جوابات نہایت لطیف و عمدہ عنوان سے دیا کرتے تھے ایکدن میں
انکی خدمت میں عرض کیا کہ شیعوں کے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ انبیار قبل بعثت
و نبوت بھی معصوم ہوتے ہیں حالانکہ قبل نبوت نبی نہ دین ہوتا ہے نہ شریعت جس کے
احکام کے مطابق ان سے مواخذہ کیا جائے شیخ ابوالحسن نے اس کا جواب دیا کہ شیعوں کی مراد
اس قول سے یہ ہے کہ چونکہ نبی کی فطرت سالم اور طینت پاکیزہ ہوتی ہے اسلیے اگر قبل بعثت
و نبوت بھی کوئی شریعت موجود ہوتی تو اُن سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہوتا جس سے
اس شریعت کے لحاظ سے اُن سے مواخذہ کیا جاسکتا۔ میں نے جب سید مذکور سے یہ جواب
سُنا تو میرے دل میں اس سے بھی قوی و مضبوط جواب سمجھ میں آیا لیکن میں اس زمانہ
میں اس زمانہ میں مبتدی تھا اور شرح ہدایت الحکمۃ اور اسی کے مانند کتابیں پڑھا کرتا
تھا اسلیے میرے دل میں اس فاضل بزرگ کی ہیبت پیدا ہوئی اور جواب پیش کرنے کی

ہمت نہ ہوتی تھی لیکن دل مجبور کرتا تھا کہ اپنا جواب ضرور پیش کر دیا بالآخر مجھ میں طاقت صبر باقی نہ رہی اور میں نے اپنے چچا جناب صدر کے سامنے اپنا جواب پیش ہی کر دیا اور عرض کیا کہ اس اشکال کی رد کیلیے شیعوں کو اس شیخ اہلسنت کے جواب کی ضرورت نہیں ہے اسلیے کہ اصول شیعہ میں قاعدہ حسن و قبح عقلی داخل ہے اسلیے اگر بعثت سے قبل ان کی طرف حکم شریعت متوجہ بھی نہیں تھا لیکن قاعدہ حسن و قبح عقلی کے اعتبار سے اب ارتکاب معاصی پر مواخذہ کیا جاسکتا تھا اسلیے انبیاء کا قبل بعثت بھی معصوم ہونا ضروری ہے۔

چچا صاحب کے حاضرین محفل نے میرے اس جواب کو بہت پسند کیا اور بہت تعریف کی والحمد للہ رب العالمین۔

اسکے بعد مصنفات کی فہرست تحریر کی ہے جن کی تعداد پچانوے ہے ہم اختصار کے سبب اُسے ترک کرتے ہیں ان مصنفات میں دیوان قصائد کا بھی ذکر ہے اور قصائد میں سے ایک قصیدہ محفل فردوس میں درج بھی کیا ہے۔

آخر میں یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت میر نور اللہ کا مرقد دارالسلطنت آگرہ میں ہے وہیں جوار رحمت ایزدی اختیار کیا تھا اور حسب ذیل قطعے سے تاریخ وفات ظاہر ہوتی ہے۔

سر اکابر آفاق میر نور اللہ	سپہر فضل و حید زمانہ پاک سرشت
بنیمۂ شب بست و ششم از ربیع آخر	وزیں خرابہ رواں شد بسوئے قصر بہشت

جناب مولوی مرزا احمد ہادی صاحب عزیز نے جناب شہید کا سن ولادت سنہ ۹۵۶ھ بغیر کسی کتاب کے حوالہ کے تحریر فرمایا ہے۔

التنویر فی بیان التطہیر

مصنفہ
شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری
متوفی سنہ ۱۰۱۹ ہجری